# یہودی مذہب اوران کے فرقوں
# کا
# تعارف

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
صدر جمعیت پیام امن

مکتبہ پیام امن
ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، یوپی، الہند





جملہ حقوق محفوظ


| | | |
|---|---|---|
| نام | : | یہودی مذہب اوران کے فرقوں کا تعارف |
| مصنف | : | مفتی محمد سرور فاروقی ندوی |
| ناشر | : | مکتبہ پیام امن، ندوہ روڈ ڈالی گنج لکھنؤ |
| اردو ایڈیشن | : | پہلی بار |
| تعداد کتب | : | ۱۰۰۰ |
| سال | : | ۲۰۱۹ |
| قیمت | : | ۶۰ |

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.
Website: www.islamicjpamn.com
E-Mail: tasneemlko2012@gmail.com, ataullah2012@gmail.com
Phone No. 9984490150, 9919042879


## ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)
۲۔ نیوسلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی
۳۔ الفرقان بکڈ پو، نظیر آباد ۳۱ (لکھنؤ)
۴۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبلپور، مدھیہ پرادیش، 9424708020
۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 5 182-A گرین لینڈ کیمپس، پوکھر پور، کانپور

# فہرست


عرض مؤلف ........ ۸
یہودیت کی بنیاد ........ ۱۱
بنی اسرائیل کی مختصر تاریخ ........ ۱۱
احکام عشرہ (Ten Commandments) ........ ۱۲
کوہ طور کا قیام ........ ۱۳
بچھڑے کی راکھ ........ ۱۳
چالیس سال صحرائے سینا میں ........ ۱۴
کنعان یا فلسطین ........ ۱۴
یہودیوں کے دو گروہ ........ ۱۵
بابل میں یہود ........ ۱۵
یورپ وجرمنی کے یہود ........ ۱۶
یثرب (مدینہ) کے یہود ........ ۱۶
یمن میں یہود ........ ۱۶
آخری رسول حضرت محمد ﷺ کا ظہور ........ ۱۷
اسلامی فتوحات ........ ۱۷
اسپین میں یہود ........ ۱۸
بنو امیہ کے بعد ........ ۱۸
یہودیوں کا دوسرا مرکز مصر ........ ۱۹
اسلامی حکومت میں آزادی ........ ۱۹
اندلس میں یہود ........ ۲۰
یونان اٹلی وغیرہ میں یہود ........ ۲۰
مسیحا کا انتظار ........ ۲۱







یورپ کی نشاۃ ثانیہ اور یہود ........ ۲۱
اسرائیل کا قیام ........ ۲۲
یہودیوں کا قتل عام ........ ۲۲
صہیونیت ........ ۲۴
صہیونی تحریک ........ ۲۴
اٹھارویں صدی عیسوی ........ ۲۵
یہودیوں کے اہم دینی رہنما ........ ۲۶
دین کے پاسبان ........ ۲۷
یہود کے تین گروہ ........ ۲۷
ارتھوڈوکس (روایت پسند) یہودیوں کا عقیدہ ........ ۲۸
دوسری قسم (جدت پسند یہود) ........ ۲۸
تیسری قسم (اعتدال پسند یہود) ........ ۲۸
یہود کے عقائد ........ ۲۹
تصور خدا ........ ۲۹
بنی اسرائیل کی فضیلت کا عقیدہ (Chosen People) ........ ۲۹
یہودی عقائد کے اہم نکات ........ ۳۰
نجات کا تصور (Salvation) ........ ۳۰
تہوار اور رسوم ........ ۳۱
ہفتہ کا دن ........ ۳۱
یہودیوں کی عبادت کا طریقہ ........ ۳۳
ٹیفیلاہ ........ ۳۳
یوم السبت (Sabbath Day) ........ ۳۳
عید الفصح (Passover) ........ ۳۴

پینٹی کوسٹ(Pentecost) ........ ۳۴
روش ہاشاناہ(Rosh Hashanah) ........ ۳۴
یوم کپور(Yom kippur the Day of Atonement) ........ ۳۴
سکوت(Sukkah) ........ ۳۵
پوریم(Purim) ........ ۳۵
کفارہ یا بخشش کا دن ........ ۳۵
عید کے دن ........ ۳۶
دیوار گریہ کے پاس نماز ........ ۳۷
عبادت گاہ ........ ۳۷
گناہ کا ارتکاب ........ ۳۷
ختنہ ........ ۳۸
نفاق اختیار کرنا ........ ۳۸
غاصبانہ مال کھانے کی اجازت ........ ۳۹
بچوں کا خون ........ ۳۹
ہیکل سلیمانی ........ ۳۹
ہیکل سلیمانی کی شکل ........ ۳۹
دیوار گریہ کا واقعہ ........ ۴۰
ہیکل سلیمانی کے کھنڈرات ........ ۴۰
مسجد اقصیٰ کی تعمیر ........ ۴۱
دیوار گریہ سے مرادیں مانگنا ........ ۴۱
تابوت ........ ۴۲
یہودی قوم کا معاشرتی نظام ........ ۴۴
نکاح ........ ۴۴







شوہر کی موت کے بعد ........ ۴۴
شادی کے لئے ممنوعہ دن ........ ۴۴
رسم تقدیس ........ ۴۵
ہر عمل میں شوہر کی اجازت شرط ہے ........ ۴۵
تعداد ازدواج ........ ۴۵
طلاق ........ ۴۵
میراث ........ ۴۶
شوہر کی وفات کے بعد ترکہ ........ ۴۶
کئی بیویوں کی میراث ........ ۴۷
غیر یہودی کا مال و عورت استعمال کرنے کی اجازت ........ ۴۷
یہودیوں کی مقدس کتابیں ........ ۴۸
توریت ........ ۴۹
عہد نامہ قدیم کی تدوین و تالیف ........ ۵۱
تلمود یا تالمود(Talmud) ........ ۵۲
یہودیوں کی کتاب میں اختلاف کی مثالیں ........ ۵۳
اللہ کو دیکھنا اور کھانا پینا ........ ۵۴
خدا کی ندامت ........ ۵۵
یہودی فرقوں کا تعارف ........ ۵۶
فریسین ........ ۵۶
قراؤں (قاراازم) ........ ۵۷
صدوقیین ........ ۵۸
متعصبین ........ ۵۹
سامریہ (سامرین) ........ ۵۹

راسخ العقیدہ یہودی (Othodox Judaism) ........ ۲۰

ریفارمسٹ یہودی (Reform Judaism) ........ ۲۰

کنزرویٹو یہودی (Conservative Judaism) ........ ۲۱

معتدل نقطہ نظر ........ ۲۲

بنی اسرائیل کے متعلق نقطہ نظر ........ ۲۳

یہودی تصوف: قبالہ ........ ۲۳

علم الاعداد اور تعویز ........ ۲۴






# عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین

ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم جس شخص کے سامنے اسلام کی دعوت پہنچا رہے ہیں ہم اس کے مذہب نظریات اور خیالات سے اچھی طرح واقف ہوں تا کہ اس کی نفسیات عقائد اور مذہب کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے بات کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں یہ بات سکھائی ہے کہ دین کی دعوت پیش کرتے ہوئے ہمیں چاہیے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ پہلے مشترک امور پر بات ہو اور پھر اسی کو بنیاد بنا کر ان باتوں کی دعوت دی جائے اسی اصول کے پیش نظر ایک قدیم قوم یہود ہے جس کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے منتخب و برگزیدہ بندے ہیں، ان کی حیثیت دوسرے لوگوں کے مقابلے میں بہت ہی اعلیٰ وارفع ہے۔ چونکہ ان کا معبود (یہوہ) سب کے معبودوں کے مقابلے میں بہت اعلیٰ وارفع ہے، اس لیے وہ بھی دوسروں کے مقابلے میں ارفع ہیں۔ ان کے اس بنیادی عقیدے نے انہیں اس میدان میں سست کر دیا تھا اور کوتاہ کار بنا دیا تھا؛ لہٰذا غیر یہودی کے لیے بالکل ہی ممنوع تھا کہ وہ یہودی مذہب قبول کرے اور ان میں شامل ہوجائے، اور دین کے تعلق کی وجہ سے یہود کا رب ان کا رب ہوجائے، اس سلسلہ میں توریت کی عبارت یہ ہے:

> ''عمونی اور موالی (ان دو حکومتوں کی طرف نسب ہے جو دریائے اردن کے مشرق میں واقع ہیں) دسویں صدی تک رب کی جماعت میں شریک نہ ہوگا، آگے تحریر ہے کہ کوئی بھی شخص کبھی بھی رب کی جماعت میں شریک نہ ہوگا'' (تثنیہ ۲۳:۳)

تحریر کے تضاد سے اس کا من گھڑت ہونا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ ایک جگہ یہ تحریر ہے کہ دسویں صدی تک شامل نہیں ہوسکتا، اور دوسری جگہ تحریر یہ ہے کہ کبھی بھی شریک نہیں ہوسکتا۔

اس طرح ان کا دین بین الاقوامی دین نہیں ہے اور نہ ہی عام انسانوں کا دین ہے، بلکہ یہ ان کا اپنا دین ہے اور ان کا معبود بھی انہیں کے ساتھ خاص ہے گویا یہ نسلی دین ہے، جس کے پیچھے ایک دنیاوی مقصد پوشیدہ ہے اور یہودی فکر کو متحد کرنا اور اس کی حکومتوں کو قائم کرنا اور اس کے پیر کو جمانا اور اس کی پوری پوری نگرانی کرنا۔

یہودیوں کا یہ عقیدہ دو بنیادوں پر قائم ہے: ۱۔ اللہ کی وحدانیت: ۲۔ یہود اللہ کے منتخب بندے ہیں۔ دوسری بنیاد کے سلسلے میں یہود نے بہت مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے، جس نے بھی تلمود اور صہیونی بروتوکلات حکماء کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ ان کے یہاں یہودی اور غیر یہودی کا وہ فرق ہے، جو ایک انسان اور جانور کے درمیان ہوتا ہے۔ (الدین المقارن)۔ (**مسیحیت، احمد عبدالمنعم عبدالسلام الحلوانی: ۲۴**)

خاخام دریس رشی نے کہا: یہودی قصور وار نہ ہوگا، جب وہ کسی غیر یہودی کی عزت کو پامال کرے گا، کیونکہ ان کے یہاں غیر یہودی خاتون سے شادی کرنا صحیح نہیں ہے، چنانچہ وہ عورت جس کا بنی اسرائیل سے تعلق نہ ہوگا، وہ ان کی نظر میں جانور ہے، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی عقلمند اس تعلق کے بارے میں سوچ سکتا ہو جو یہود کے عقیدے کے مطابق اللہ اور اسرائیل کے درمیان قائم ہوا، جس تعلق کی وجہ سے وہ اللہ کے مقرب بندے ہوگئے۔

یہ سب خیالات اور نظریات باطل ہیں اور اسی وجہ سے ان کے اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان شدید اختلاف رونما ہوا، اس طرح یہی اختلاف حضرت عیسیٰؑ سے بیشتر ان انبیاء کرام سے بھی رہا جن کو اللہ نے ان کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا، مثال کے طور پر حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ ان کے دیندار حضرات اپنے آپ کو انبیاء کرام سے بلند تصور کرتے تھے، اور مرنے کے بعد کو دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کرتے، دنیاوی اغراض ومقاصد کو محض اپنے





مفاد کے خاطر اخروی مقاصد پر ترجیح دیتے تھے، اسی وجہ سے وہ لوگ اپنے عقائد پر زور دیتے اور اس نبی پر ایمان نہیں لاتے جو ایک بین الاقوامی اور انٹرنیشنل دعوت لے کر تشریف لائے ہیں، اللہ جل شانہ نے ان کے اس عقیدے کی تردید سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۸ میں کی ہے:

''آپ کہہ دیجئے کہ پھر تمہیں گناہوں کے باعث اللہ کیوں سزا دیتا ہے نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو، وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے، زمین وآسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے''

اسی بنیاد پر یہودیوں کے لیے جائز ہے کہ غیر یہودی عورت سے جتنی چاہے برائی کرے اس کا یہ برا عمل زنا متصور نہ ہوگا، کیونکہ وہ اپنی قوم کے علاوہ دوسرے لوگوں کو کافر اور جانور سمجھتے ہیں وہ ہدایت پانے کے لائق نہیں ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کے دین کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

اس طرح یہ قوم ایک ظالم قوم ہے جو ہمیشہ اپنی ابتری کی کوشش میں دوسری قوموں کا نقصان کرتی رہی جس کے متعلق آپ ﷺ نے پیش گوئی بھی فرمائی ہے کہ آخر دور میں ان سے جنگ ہونی ہے اللہ تعالیٰ فضل کا معاملہ فرمائے اس قوم کا اس کتابچے میں ایک داعی کی واقفیت کے لئے ان کے عقائد ومعاشرتی نظام کا تعارف کرایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے شرور سے حفاظت فرمائے۔ آخر میں ہم جناب شرافت حسین صاحب کے مشکور ہیں جنہوں نے اس کی اشاعت میں حصہ لیا، اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔ والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۲۱/۲/۲۰۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# یہودیت کی بنیاد

یہودیت دنیا کے بڑے مذاہب میں سے ایک ہے جس کی نسبت پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے کہ ابراہیمی مذاہب میں سے ایک اہم مذہب ہے جس کے پیروکار بنی اسرائیل کہلاتے ہیں ۔ ان کی تعداد کئی ملین ہے اس وقت یہودی اکثریت والا ملک اسرائیل ہے۔

یہودیت وہ مذہب ہے جس میں خدا کی وحدانیت اور بنی اسرائیل کی برتری وعظمت کا یقین رکھنا ضروری ہے ۔ یہی دو بنیادیں ہیں جس پر یہودی مذہب قائم ہے ۔ یہودیوں کو بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے ۔ اصل میں بنی اسرائیل کے معنیٰ ہیں اسرائیل کی اولاد اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے ۔اس لئے انہیں بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے۔

## بنی اسرائیل کی مختصر تاریخ

یہودیوں کی تاریخ بہت طویل ہے مصر کی طرف ہجرت سے لے کر یورپ میں ہونے والی مبینہ ہولوکاسٹ تک ان کی تاریخ ہزاروں انتشار و مظالم سے بھری ہوئی ہے ۔لیکن اس انتشار و مظالم کے باوجود اس قوم نے اپنی خاندانی وحدت صلبی نسبت اور نسلی نظریات کو حیرت انگیز طور پر محفوظ رکھا ہے ۔کچھ مؤرخین ان کا زمانہ 2067 قبل مسیح BC سے 2024BC تک بتاتے ہیں اور کچھ 1955BC مانتے ہیں ۔ البتہ ان کے دور کے بارے میں کوئی ٹھوس تاریخ موجود نہیں ہیں۔





## احکام عشرہ (TEN COMMANDMENTS)

عیسائی عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر شریعت دینے کے لیے طلب کیا۔ آپ اپنی قوم سے تیس دن کی مدت مقرر کر کے کوہ طور پر چلے گئے ۔یہیں آپ کو خدا تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ یہیں آپ پر تورات نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہاں بنی اسرائیل کے لیے بنیادی احکام دیے۔ یہ احکام بنی اسرائیل کے عقیدے کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کی دو سلوں پر کندہ کر کے لائے ۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے نظریے کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے کہنے پر ایک صندوق بنایا اور اس میں وہ پتھر کی تختیاں لا کر رکھی تھیں جو ان کو خدا نے کوہ طور پر دی تھیں۔

تاریخ میں اس صندوق کو تابوت سکینہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہودیوں کے یہاں اس تابوت میں انگوٹھی اور اس کے علاوہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے تبرکات وغیرہ سب سامان رکھا گیا ۔ یہ دس احکام بائبل کی کتاب خروج میں موجود ہیں ۔ان احکام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اول جو خاص خدا سے متعلق ہیں۔ دوم جو بنی نوع انسان کے متعلق ہیں ۔مختصر طور پر یہ احکام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ خدا کو وحدہ لاشریک جاننا

۲۔ بت پرستی سے قطعی پرہیز کرنا

۳۔ خدا کے سوا کسی اور کے آگے سجدہ نہ کرنا

۴۔ خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا یعنی بے فائدہ قسم نہ کھانا

۵۔ سبت کے دن کو پاک ماننا ۔ان پانچ احکام کا خلاصہ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام نے اس طرح بیان کیا ہے ۔اپنے خداوند سے اپنے سارے مال اور اپنی ساری جان کے ساتھ پیار کرنا۔

۶۔ ماں باپ کی عزت کرنا

۷۔ قتل نہ کرنا

۸۔ بدکاری نہ کرنا

۹۔ چوری نہ کرنا

۱۰۔ پڑوسی یا کسی اور شخص کے خلاف جھوٹی گواہی دینا اور اس کے مال ومتاع یا بیوی کو اپنے اوپر حرام جاننا۔

## کوہ طور کا قیام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر قیام کے چالیس روز گزر گئے تھے۔آپ جب احکام الٰہی لے کر اترے تو اپنی قوم کو سونے کے بچھڑے کی پرستش کرتے ہوئے پایا۔آپ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے کچھ مفسدین نے سونے کا ایک بچھڑا بنالیا تھا اور لوگوں کو اس کی عبادت کی ترغیب دی۔بنی اسرائیل مصر میں رہتے ہوئے غلامانہ ذہنیت کے حامل ہو چکے تھے اور مصر میں مظاہر پرستی کا مظاہرہ ایک طویل عرصے سے وہ دیکھتے چلے آ رہے تھے۔چنانچہ بنی اسرائیل کی بڑی تعداد اس پرستش میں مشغول ہوگئی۔بچھڑا بنانے کے اس جرم کو موجودہ بائبل حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب کرتی ہے۔جبکہ اسلامی مقدس کتاب قرآن مجید کے مطابق اس فعل کا مرتکب سامری کو بتاتی ہے اور حضرت ہارون ایسے کسی جرم سے پاک تھے۔

## بچھڑے کی راکھ

حضرت موسیٰؑ واپس آئے تو بہت خفا ہوئے اور حضرت ہارون علیہ السلام سے معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے ان کو شرک سے بہت روکا تھا۔بائبل اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کے بت کو جلا کر اس کی راکھ سمندر میں بکھیر دی اور اس عمل کے مرتکبین کو سزائے موت دی۔





## چالیس سال صحرائے سینا میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں بتایا خدا تعالیٰ نے انہیں فلسطین کی ارض مقدس میں بحیثیت فاتح داخل ہونے کو کہا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ ارض مقدس تمہیں ضرور ملے گا۔بنی اسرائیل کی قوم چونکہ ایک زمانے سے غلامی میں رہی تھی اس لیے ان میں جوش و ہمت اور مقابلہ کرنے کی قوت وصلاحیت ناپید تھی۔سوائے دو افراد کے انہوں نے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کی بات کا انکار کرتے ہوئے یہ عذر کیا کہ جب تک وہ قوم اس حصہ میں ہے ہم وہاں نہیں جائیں گے۔اس بات پر انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ بدکلامی بھی کی۔اس نافرمانی کے سبب چالیس سال تک صحرائے سینا میں دربدر گھومتی رہی۔یہ چالیس برس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عبادت الٰہی اور توبہ کے ساتھ ٹھہرے رہے ثابت قدم افراد باقی بچے جن کے نام حضرت یوشع علیہ السلام ہیں اور یہی حضرت موسیٰ کے خلفائے راشدین ہوئے۔

## کنعان یا فلسطین

چالیس سال کے عرصے میں بنی اسرائیل کی نئی نسل صحرا کے کھلے ماحول میں پرورش پا کر جوان ہوئی اور اس پر غلامی کے کوئی اثرات نہیں تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس نئی نسل کو وہاں سے راستہ دکھایا اور بنی اسرائیل کنعان پہنچے جو موجودہ اُردن اور فلسطین کے علاقوں پر مشتمل تھا۔موجودہ اردن کے پورے علاقے کی قومیں ان کے آگے ڈھیر ہوتی چلی گئیں اور اردن کا پورا علاقہ فتح ہو گیا۔یہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انتقال فرمایا اور بنی اسرائیل کے رہنما حضرت یوشع بھی جنہیں حضرت موسیٰؑ اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے۔آپ نے آگے بڑھ کر پورے فلسطین کو فتح کرلیا۔

اس نئی سلطنت کو آپ نے بنی اسرائیل کو بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا اور یہاں بارہ قبائلی ریاستیں بنیں۔بنی افرییم یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد کو دوسرے قبائل پر

اس اعتبار سے فوقیت حاصل تھی کہ ان کے کاہن مذہبی امور میں فیصلے کا حق رکھتے تھے۔ یہ پورا دور تقریبا 1220BC سے لے کر 1033BC تک قاضیوں کا دور کہلاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان پر جمہوری قبائلی حکمران حکومت کرتے تھے جو قاضی کہلاتے تھے۔

## یہودیوں کے دو گروہ

ڈیڑھ ہزار برس پر محیط تاریخی انقلابات نے یہودیوں کو مذہبی طور پر دو گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک گروہ وہ جو فلسطین میں رہا تھا۔ یہ لوگ فلسطین میں غلامی کی زندگی گزارتے ہوئے سخت گیر اور مذہب میں شدت پسند ہو چکے تھے۔ جبکہ دوسرا گروہ بابلی یہودیوں کا تھا جو بابل اور ایران میں امن سے رہ رہے تھے۔ ان کے یہاں مذہبی شدت پسندی کم اور دیگر اقوام سے میل جول کی بدولت مذہب میں لچک زیادہ تھی۔

## بابل میں یہود

425CE میں جب رومی حکومت نے یہودی بطریق کے نظام کو ختم کر دیا تو یہود کی مذہبی ذمہ داری بابل کے یہود پر پڑی۔ چنانچہ 500CE کے قریب یہودی فقہ مشنا کی ایک تفسیر لکھی گئی جو کہ گمارا کہلائی۔ اس تفسیر میں مزید احادیث اور اجتہادات اکٹھے کیے گئے۔ ان دونوں کے مجموعے کو بابلی تالمود کہا جاتا ہے جو تورات کے بعد یہودیوں کی مستند ترین کتاب سمجھی جاتی ہے۔

اس دور کی تاریخ کی اہم بات یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہود اس وقت تک زراعت تجارت سرمایہ کاری اور تبادلہ زر کے معاملے میں ماہر ہو چکے تھے تالمود میں ہمیں خاص طور سے معاشی احکام بکثرت ملتے ہیں بلاشبہ یہ تالمود مرتب کرنے والے علماء کا ہی کارنامہ تھا کہ یہود اپنی قوم کی فلاح و بہبود کے لیے خیرات کرنے میں فراخ دل ہو گئے۔ ان کتابوں نے یہودیت کو دوبارہ بحال کرنے اور اس کے پیروکاروں کو دوبارہ یکجا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس تاریخی موڑ نے فلسطینی یہودیت کو کئی دبیز پردوں میں چھپا دیا اور بابلی تالمود ہی





موجودہ یہودیت کا شعار قرار پایا۔ یہ دور ربیوں کا دور کہلاتا ہے۔

## یورپ و جرمنی کے یہود

یہود جو رومی عہد میں یورپ اور جرمنی کی طرف ہجرت کر گئے وہ اشکنازی کہلائے۔ یہ لوگ لکھنے پڑھنے اور بود و باش میں عبرانی روایات کو قائم رکھے ہوئے تھے انہیں اکثر کسی نہ کسی عیسائی حکمران کی طرف سے نفرت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اسی وجہ سے یہ لوگ اکثر یورپ کے ایک علاقے سے دوسرے علاقے ہجرت کرتے رہتے تھے۔ اور یہ لوگ علمی معاشی طور پر زیادہ مستحکم نہ ہو سکے۔

دوسری طرف 70CE کے مظالم کے بعد یہودیوں کی ایک بڑی جماعت عرب آ گئی۔ کیونکہ یہ علاقہ فلسطین کے جنوب میں متصل ہی واقع تھا۔ یہ سفرادیم کہلائے۔

## یثرب (مدینہ) کے یہود

عرب میں تبوک تیم یثرب (مدینہ) وادی القری، فدک اور خیبر پر ان کا تسلط قائم ہوا۔ ان کے قبائل بنی قریظہ بنی نضیر اور بنی قینقاع مدینہ میں آباد ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہاں تشریف آوری کے وقت یہ وہاں موجود تھے۔ عرب آ کر ان سفرادیم نے عربی تہذیب اور طرز معاشرت کو پوری طرح اپنا لیا تھا۔ ان کا رہن سہن نام وغیرہ بھی عربی میں ہی ہوا کرتے تھے۔ تاہم وہ عرب تہذیب قبول کرنے کے باوجود اپنی یہودی عصبیت نہیں بھولے تھے۔

## یمن میں یہود

یمن کی سرحد کے قریب واقع شہر نجران میں ایک زمانے سے عیسائی آباد تھے۔ 524ء میں یہاں کا بادشاہ تبان اسعد ابو کرب ایک مرتبہ مدینہ گیا جہاں یہودیوں سے متاثر ہو کر اس نے یہودی مذہب اختیار کر لیا۔ اپنے ساتھ بنی قریظہ کے دو عالموں کو لے کر وہ

واپس یمن لوٹا اور یہاں اس نے بڑے پیمانے پر یہودیت کی اشاعت کی۔اس کے بعد اس کا بیٹا ذونواس اس کا جانشین ہوااوراس نے نجران کے عیسائیوں پر یہودی مذہب اختیار کرنے کے لیے زبردستی کی اور کئی مظالم ڈھائے آخرکار 525ء میں حبشی حکومت نے یمن پر حملہ کرکے ذونواس اوراس کی حمیری سلطنت کا خاتمہ کردیا۔

## آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور

پانچویں صدی عیسوی کا آخری تاریخ عالم میں اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس دور میں عرب میں نوع انسانی کے ایک اہم مذہب اسلام کا ظہور ہوا۔اسلام کے ظہور کے وقت یہود عرب میں اچھی تعداد میں آباد تھے۔اسلام کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم 571-632ء کے دور میں عرب یہودیوں کے مسلمانوں سے بعض معرکے بھی ہوئے لیکن جنگ خیبر کے بعد یہودیوں نے مسلمانوں کی اطاعت کو قبول کرلیا۔

## اسلامی فتوحات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے دور میں جب اسلامی فتوحات ایران عراق شام مصر شمالی افریقہ اور اسپین تک پہنچی تو یہاں کے یہودیوں نے مسلمان خلفاء کے ساتھ کسی متعصّبانہ رویے کا اظہار نہ کیا تاہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ r634-644 کے دور میں مجاہدین شام کی طرف جاتے وقت راستے میں خیبر ایک اسٹاف ہوتا تھا۔یہودی ان جگہوں پر مجاہدین کا پانی بند کردیتے اوران کے خیمے جلادیتے۔

بالآخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں یہاں سے نکال دیا اور یہود اطراف میں آباد ہوگئے جہاں انہیں مکمل آزادی دی گئی۔اس کے بعد عثمانی r644-656 دیگر خلفاء کے دور میں بھی یہودیوں پر کسی قسم کی قدغن نہ تھی۔وہ مذہبی سماجی اور تمدنی طور پر بالکل آزاد تھے۔خود اسلامی شریعت میں اہل کتاب سے جو معاملات برتے گئے ہیں۔اس کی وجہ سے یہ مسلم ممالک یہودیوں کے لیے سازگار مسکن ثابت ہوئے۔





## اسپین میں یہود

70CEء میں یروشلم سے نکل کر جو یہود ہسپانیہ اسپین میں آباد ہوئے تھے۔وہ پہلے عیسائی حکومتوں کے زیر سائے رہے۔711CEء میں مسلمان فاتح طارق بن زیاد d.720ء نے ہسپانیہ فتح کیا اور مفتوحہ علاقے بنوامیہ کی سلطنت میں شامل ہوگئے اور یہاں کے یہود بھی مسلمانوں کے زیرنگیں آگئے۔بعدازاں 750CEء میں عبدالرحمن r.756-788 نے ہسپانیہ میں اپنی الگ سلطنت قائم کی تو ہسپانیہ علوم وفنون کا گہوارہ بن گیا جس میں یہود کو بھی خاص مقام ملا۔

## بنوامیہ کے بعد

بنوامیہ کے بعد یہاں ہوسف بن تاشفین r.1061-1106 نے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ختم کرکے ایک مستحکم سلطنت کی بنیاد 70CEء میں رکھی یروشلم سے نکل کر جو یہود ہسپانیہ اسپین میں آباد ہوئے تھے۔وہ پہلے عیسائی حکومتوں کے زیر سائے رہے۔711CE میں مسلمان فاتح طارق بن زیاد d.720ء نے ہسپانیہ فتح کیا اور مفتوحہ علاقے بنوامیہ کی سلطنت میں شامل ہوگئے اور یہاں کے یہود بھی مسلمانوں کے زیرنگیں آگئے۔بعدازاں 750CEء میں عبدالرحمن r.756-788 نے ہسپانیہ میں اپنی الگ سلطنت قائم کی تو ہسپانیہ علوم وفنون کا گہوارہ بن گیا جس میں یہود کو بھی خاص مقام ملا۔بنوامیہ کے بعد یہاں ہوسف بن تاشفین r.1061-1106 نے چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ختم کرکے ایک مستحکم سلطنت کی بنیاد ڈالی۔

اس عہد میں ایک مذہبی عالم نے یہ اعلان کیا کہ ہجرت کے بعد یہود نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم مزید پانچ سو سال تک مسیح کا انتظار کریں گے اور اگر وہ اس عرصے کے دوران بھی ظاہر نہ ہوا تو اسلام قبول کرلیں گے۔اس حساب سے انہیں 1107CEء میں اسلام قبول کرلینا چاہیے۔

چنانچہ یوسف بن تاشفین نے مطالبہ کیا کہ یہود ہسپانیہ مسلمان ہوجائیں انہوں

نے اسلام قبول نہ کیا بلکہ جزیہ دینے پر راضی ہوئے۔اس کے بعد ہسپانیہ پر مؤحدین حکومت 1121-1269 کا تسلط ہوا۔انہوں نے یہود ونصاری کو اختیار دیا کہ چاہے وہ مسلمان ہوجائیں اورآزادی سے زندگی بسر کریں یا پھر ریاست سے باہر نکل جائیں۔کچھ یہودیوں نے اسلام قبول کرلیا جبکہ اکثر شمالی اسپین اور مصر ہجرت کر گئے۔

## یہودیوں کا دوسرا مرکز مصر

یہودیوں کا دوسرا اہم مرکز مصر تھا۔یہ علاقہ 358CE میں مسلمانوں کی سلطنت فاطمیہ اوران کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی r.1174-1193 کے ہاتھ آیا۔بنوامیہ کی طرح فاطمی اور ایوبی حکمراں بھی انتہائی وسیع النظر تھے چنانچہ انہوں نے یہود پر بہت سی نوازش کیں۔یہودی جلا وطنی کے بعد مسلم دورحکومت یہود کے لیے یورپی یہودیوں کے مقابلے میں کافی بہتر رہا۔

یہی وجہ ہے کہ ہسپانیہ میں بنوامیہ اور مسلم لیڈر میں بنوعباس کے دورحکومت کو تاریخ میں یہودیوں کا عہد زریں مانا جاتا ہے۔ہمیں اس دور میں کئی یہودی ادیب شاعر طبیب مفکر فلسفی تاجر نظر آتے ہیں اندلس کی اسلامی تہذیب سے انہوں نے عقلی علوم میں اپنا ایک مقام پیدا کرلیا تھا۔مسلمان اور یہودیوں کی باہم مجالس ہوا کرتی تھیں جس میں وہ فلسفہ اور دیگر علوم پر بحث کیا کرتے تھے۔

## اسلامی حکومت میں آزادی

اسلامی نظام حکومت کے تحت انہیں مذہبی سماجی اقتصادی اور علمی آزادی حاصل تھی۔مسلمانوں نے انہیں حکومتی سطح پر اعلیٰ عہدوں کے علاوہ دیگر معزز عہدے بھی سونپے اور اپنی افواج میں بھی بھرتی کیا۔اس زمانے کے ایک زبردست یہودی عالم موسیٰ بن میمون 1135-1204 تھے جو یونانی اور مسلم فلسفہ کے ماہر تھے۔یہودی ہونے کے باوجود انہیں مصر کا سلطان صلاح الدین کے ایک وزیر کے ذاتی معالج اور دوست کی حیثیت سے





نمایاں مقام حاصل تھا۔اور غالباً انہی کی وجہ سے سلطان نے بعض یہودی خاندانوں کو یروشلم میں آباد ہونے کی اجازت دی تھی۔

انہوں نے یہودی شریعت پر کئی کتابیں لکھیں جن میں سے اہم کتاب مشنا تورات ہے جسے آج بھی یہودی شریعت میں خاص مقام حاصل ہے انہیں یہودی شریعت کا ایک اہم مجتہد مانا جاتا ہے اورآج ان کے ماننے والے بھی موجود ہیں۔اس کے علاوہ ابراہیم ابن عزرا 1089-1167 مائیکل سروٹس 1511-1553 سلیمان بن جبرئیل 1021-1058 اور ابن شپروت 915-975 جیسے مذہبی عالم ماہر فلکیات وریاضیات شاعری فلسفی اور مفکر شامل تھے۔

## اندلس میں یہود

مسلمانوں کی حکومت کے بعد 1492ء میں جب اندلس ہسپانیہ پر عیسائی حکمراں فرڈیننڈ r.1479-1516 میں جب اندلس ہسپانیہ پر عیسائی حکمراں فرڈیننڈ r.1479-1516 کا قبضہ ہوا تو مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یہود پر بھی مظالم ہوئے بے شمار یہودیوں کو قتل کیا گیا اور ہزاروں یہود جلا وطن کر دیے گئے۔چنانچہ انہوں نے عثمانیہ سلطنت کے زیر انتظام علاقوں میں پناہ لی دوسری جانب یروشلم اور یہودیہ میں موجود یہودیوں نے آٹھویں اور نویں صدی میں تورات کو ازسرنو ترتیب دیا۔عبرانی رسم الخط کے نقائص دور کر کے اس میں کچھ علامات کا اضافہ کیا۔

## یونان اٹلی وغیرہ میں یہود

یہودیوں کی ایک بڑی تعداد بازنطیہ سلطنت میں آباد تھی جو یونان اٹلی اور ایشیائے کوچک کے بعض حصوں تک پھیلی ہوئی تھی۔یہاں شروع میں یہود خوشحال رہے یہاں تک کہ انہیں سرکاری عہدوں سے بھی نوازا گیا لیکن چھٹی صدی عیسوی کے بعد کے عیسائی بادشاہوں کا سلوک یہود کے ساتھ اچھا نہ رہا۔ہرقل r.610-640 نے بازنطیہ کے خلاف ایران کا ساتھ دینے کی وجہ سے یروشلم سے نکال دیا گیا۔ساتویں صدی میں لیوسوئم

717-741 نے انہیں اس شرط پر آباد کرنے کا وعدہ کیا کہ وہ دیگر خطوں میں جہاں یہودی آباد تھے مسلمانوں کی آخری بڑی حکومت سلطنت عثمانیہ 1399-1924 تھی دیگر مسلم حکمرانوں کی طرح اس سلطنت کے دور میں بھی ان کے ساتھ جائز رویہ برتا گیا اور شاذونادر واقعات کے علاوہ کہیں ان کے حقوق کی پامالی نہ ہوئی ۔عہد عثمانی میں یہود کا ایک مقبول فرقہ ڈون مے سبا تائین کی ابتدا بھی ہوئی ۔ یہ فرقہ سبا تائی زیوی سے منسوب ہے جس نے 1666ء میں مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا۔

## مسیحا کا انتظار

یہودیوں نے چونکہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کو مسیحا نہیں مانا اس وجہ سے ان کے اندر یہ تصور موجود تھا کہ ایک مسیحا آ کر انہیں غلامی سے نجات دلوائے گا۔بعض یہودیوں نے اسے قبول کیا لیکن ربیوں کی اکثریت نے ان کی مخالفت کی بعد ازاں اس وقت کے عثمانی حکمراں سلطان محمد رابع r.1648-1687 نے سبا تائی کو اپنے دربار میں بلوایا اور اپنی جان بچانے کے لیے معجزہ دکھانے کو کہا تو سبا تائی نے اسلام قبول کرلیا۔

اسلام قبول کرنے کی وجہ سے کئی مریدین ان سے بدظن ہو گئے ۔اسلام قبول کرنے کے بعد یہ سلطان کی ہی خدمت میں رہے اور کئی علمی کتابوں کے ترجمے کیے انہوں نے بھی اپنے عقیدت مند مریدوں کو یہودی تصوف جو کبالہ کہلاتا ہے سے متعارف کروایا ۔ان کے ماننے والے آج بھی ترکی میں پائے جاتے ہیں۔

## یورپ کی نشاۃ ثانیہ اور یہود

پندرہویں عیسوی میں یورپ میں علوم یورپ میں احیاء علوم اور نشاۃ ثانیہ کا دور شروع ہوا۔یورپ کی اس رونق سے اگر چہ یہود کی مذہبی روایات پر کوئی واضح فرق نہیں ہوا تاہم یہود چونکہ معیشت میں ماہر تھے لہذا انہوں نے سولہویں صدی تک اٹلی اور ہالینڈ میں اپنی بینکاری کا نظام متعارف کروایا۔اس علمی انقلاب نے عیسائیوں کی توجہ یہود کی مذہبی





سرمائے کی طرف بھی موڑی جس کی بدولت کئی عیسائی یہودی ربّیوں کے شاگرد بھی بن گئے ۔عیسائیوں کے عقائد اور مذہبی روایات پر یقینا اس تدریس کا فرق پڑا ہوگا کیونکہ ہمیں اس کے بعد عیسائیوں میں بھی کئی ایسے افراد نظر آتے ہیں جنہوں نے یہود پر ہونے والے مظالم کو بری نظر سے ہی دیکھا۔

## اسرائیل کا قیام

اٹھارہویں اور انیسویں صدی عیسوی میں یہود کے خلاف ظاہر ہونے والے سخت حالات نے یہودی مفکرین کو اس بات کا احساس دلا دیا تھا کہ یہود اس وقت تک باعزت زندگی نہیں گزار سکتے جب تک کہ ایک آزاد یہودی ریاست قائم نہ کرلی جائے اس ضمن میں تورات میں فلسطین میں ارض موعود اور خدائی حکومت کا تصور بھی موجود تھا یہودی فلسطین کو ہمیشہ ہی سے اپنا وطن سمجھتے آئے تھے۔

چنانچہ سوئیزرلینڈ میں صہیونیت کے نام سے منظم تحریک قائم کی اس تحریک کا مقصد خاص یہ تھا کہ یورپ اور دیگر علاقوں سے یہودی جوق در جوق فلسطین میں آباد ہونا شروع ہوجائیں چنانچہ اس تحریک کے منصوبے کے تحت 1914ء تک تقریبا 65000 یہودی فلسطین میں آباد ہو گئے ۔ 1914-1939 کے دوران کثیر تعداد میں یہودی آ کر فلسطین میں آباد ہوتے رہے اور یہاں کے عربوں سے ان کی زمینیں خریدتے رہے۔

## یہودیوں کا قتل عام

1939ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی جس میں یہودیوں کو ہٹلر کی طرف سے تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔

اس ضمن میں ہولوکاسٹ کے متعلق بھی یہودیوں کے یہاں کہا جاتا ہے کہ 1939-1945 کے درمیان 304000 یہود کو آگ سے بھرے چیمبر میں زندہ جلا دیا گیا ۔تاہم اس ہولوکاسٹ کے متعلق مورخین اور ماہرین کو کئی شبہات ہیں اور کئی ایک وجوہات

کی بناء پر اس کا انکار بھی کیا جاتا ہے۔ بہر حال دوسری جنگ عظیم کے اختتام کے بعد بالآخر 1948ء میں دو ہزار سال بعد اسرائیل کی یہودی ریاست کے قیام کا اعلان کر دیا اور فلسطین کو اسرائیلی ریاست قرار دے دیا گیا۔

❀❀❀





## صہیونیت

۱۹۷۰ء عیسوی میں رومیوں کے ذریعہ یہودیوں کی مکمل تباہی کے بعد یہودی یورپ اور ایشیا کے مختلف ملکوں میں پھیل گئے؛ لیکن یہودی اپنے مال کی محبت اور نسلی تفاخر کی وجہ سے یورپی قومی ماحول اور معاشرے سے ہم آہنگ نہ ہو سکے، جیسا کہ اس کا فطری تقاضہ تھا جس کی وجہ سے عیسائی ان کی اس پراگندہ ذہنیت کی وجہ سے الگ ہو گئے اور ان سے اجنبیوں والا معاملہ کیا، اور ان سے عداوت ونفرت ان کے دلوں میں پروان چڑھنے لگی، جس کے نتیجہ میں یورپ میں خاص طور سے جرمنی اور اسپین اور بلقان وغیرہ ممالک میں یہودیوں کے خلاف بعض ایسے واقعات پیش آئے جنہوں نے ان کے اندر دو سوچ پیدا کر دی۔

۱۔ دینی فکر، مسیح منتظر نجات دلانے والے ہیں۔

۲۔ سیاسی سوچ کہ ایک ایسی تنظیم جوان کی قومی صہیونیت کی محافظ ہو۔

## صہیونی تحریک

صہیونیت نامی تحریک جو اپنے اختلافات کے باوجود فلسطین میں اسرائیلی ریاست کے قیام کا باعث ہوئیں، ہٹلر کے زمانے میں ۱۹۳۷ء میں یہودیوں نے اپنی کانفرنس میں کہا کہ تمام یہودیوں پر لازم ہے کہ فلسطین میں اسرائیلی ریاست کے قیام میں تعاون کریں جو صرف مظلوم یہود کا مسکن ہی نہ ہو، بلکہ وہ یہودی ثقافت اور یہودیوں کی روحانی زندگی کا مرکز ہو۔

چنانچہ اس کے بعد اس تحریک کی زور وشور سے تائید ونصرت ہوئی، یہودی برادری کی طرف سے مالی تعاون بھی خوب ہوا، اور اس تحریک کی بنیادی مقصد فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم کرنا اور بکھرے ہوئے یہودیوں کو فلسطین میں بسانا اور فلسطین کو قومی

وطن بنانا، اس نظریہ کی بڑی مخالفت ہوئی۔

بعض امریکی یہودی نے بھی اس کی مخالفت کی لیکن ان کی اکثریت صہیونیت کی نظریہ کی تائید میں تھی، جس کے نتیجہ میں آج فلسطین میں اسرائیل کی حکومت قائم ہو چکی ہے اور یہود آباد ہو چکے ہیں۔

دور جدید کی تاریخ کا طالب علم یہ بخوبی جانتا ہے کہ اسرائیل کے قیام میں کن کن قوتوں نے کام کیا، اور کس طرح فلسطین کی سرزمین پر اس ناجائز ریاست کا وجود قائم ہوا اور کس طرح وہ عربوں پر فلسطین ولبنان میں ظلم ڈھا رہے ہیں۔

● اسرائیل کی اس ریاست کے خلاف مقامی عربوں میں شدید تحریک پیدا ہوئی اور انہوں نے 1948ء میں ان سے جنگ کی مگر ناکام رہے۔ 1967ء میں مصر شام اور اردن کی مشترکہ افواج نے عرب نیشنل ازم کے جھنڈے تلے متحد ہو کر اسرائیل پر حملہ کیا لیکن اسرائیل نے امریکہ اور یورپی قوتوں کی مدد سے انہیں نہ صرف شکست دی بلکہ ان سبھی ممالک کے بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا۔

● اس کے بعد 1971ء میں ایک اور بڑی جنگ ہوئی جس میں ابتدا میں مصر نے اسرائیل کو شکست دی لیکن امریکہ کی مداخلت کے سبب اسرائیل محفوظ رہا اور امریکی اثرات کے تحت مصر نے اس سے صلح کر لی جس پر اسرائیل نے مصر کو اس کے وہ علاقے واپس کر دیے جو 1967ء کی جنگ میں اسے حاصل ہوئے تھے۔ فلسطینی مسلمانوں اور اسرائیل کے مابین گوریلا جنگ جاری ہے اور آج تک یہی صورتحال ہے۔

● اسرائیل میں یہودیوں نے ایک مذہبی ریاست کے بجائے سیکولر قومی ریاست قائم کی ہے اور یہاں تورات کے بجائے سیکولر قوانین رائج ہیں۔

## اٹھارویں صدی عیسوی

یوروپ کی نشاۃ ثانیہ کا اثر یہود پر خاص اٹھارویں صدی میں ہوا جب جرمنی میں





موسی میڈلیسان 1786-1729 ایرون ہیل 1835-1754 اور جوزف پرل 1839-1773 جیسے مفکر پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے لوگوں کو عبرانی روایات کو چھوڑ کر جرمنی زبان اور طرز معاشرت اپنانے کی دعوت دی۔ اس تحریک کو تاریخ میں ہسکاہ تحریک کے نام سے موسوم کیا گیا۔

یہ تحریک دراصل سیکولر یہودیت کی بنیاد تھی اس مکتب فکر کے لوگوں نے پر جوش انداز میں اپنا منشاء لوگوں کے سامنے پیش کیا جسے یورپی یہود نے تسلیم کر لیا۔ البتہ اس تحریک کے اثرات سے یہود اپنی قدیم روایات سے کافی دور ہو کر جرمن تہذیب میں مل گئے۔ یہود کا ایک مذہبی طبقہ بھی قائم رہا لیکن امریکہ کینیڈا اور یوروپ میں اکثر یہود اسی سیکولرازم کے حامی ہوئے۔

## یہودیوں کے اہم دینی رہنما

یہودیوں کے یہاں دین کے رہنما کا انبیاء کرام کے بعد بہت اونچا مقام و مرتبہ ہوتا ہے، انہیں کاہن کہا جاتا ہے، وہ حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں کی ایک متعین نسل سے ہوتا ہے، اسی کو توریت کے نصوص کی تشریح کا حق ہوتا ہے، اور اسی کے ہاتھوں پر قربانیاں پیش کی جاتی ہیں، وہ اپنے آپ کو خالق اور بندوں کے درمیان واسطہ سمجھتے ہیں ان کی اپنی ایک مخصوص کمیٹی ہوتی ہے جو بڑے بڑے کاہنوں پر مشتمل ہوتی ہے، اس کو مجمع کہتے ہیں کہ یہ مجمع حضرت موسیٰؑ کے ستر منتخب لوگوں کی مجلس کی شاخ ہے، جنہیں حضرت موسیٰؑ لے کر کوہ طور گئے تھے تاکہ یہ لوگ بچھڑا پوجنے والوں کی طرف سے توبہ استغفار کریں، اس مجمع کی نگرانی ایک سلطان (رہنما) پر ہوتی ہے، جو ان کے اہم مسائل کے اندر غور وخوض کرنے کا مکلف ہے، اسی نے حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کا انکار کیا تھا، اور رومان گورنر کے توسط سے پھانسی کا حکم بھی لگایا تھا۔ اور اس کا اثر ورسوخ دینی مسائل کے علاوہ سیاسی مسائل میں بھی ہے۔

ہیکل کی تعمیر سے پہلے یہود بہت دنوں مختلف عبادت گاہوں میں انسان اور جانور

کی قربانیاں پیش کرتے رہے، جب ہیکل کی تعمیر پوری ہوگئی اور تابوت اس میں رکھ دی گئی تو ان کی ایک عبادت گاہ ہوگئی، جس میں بہت سے یہود کاہن رہتے تھے، اور ایک ہی معبود یہوہ تھا، مؤرخین اسے یہودی فکر میں بہت بڑا انقلاب اور بہت بڑی تبدیلی سمجھتے ہیں۔

اس طرح کاہنوں نے اپنے آپ کو خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ بنالیا، چنانچہ وہی قربانی قبول ہوتی تھی جسے کاہن کی برکت حاصل ہو گویا اس کے ہاتھ میں جنت کی کنجی ہے، یہی وہ خرافاتی تصور ہے جس کو ختم کرنے کے لیے حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے تھے؛ لیکن یہود دین نصرانیت میں شامل ہوگئے اور انہوں نے دین نصرانیت میں شامل ہوکر وہی رول ادا کیا جو اس سے پہلے یہودی کاہن یہودیت کی تحریف میں ادا کر چکے تھے۔

## دین کے پاسبان

یہودیوں کے یہاں دین کے پاسبان کو احبار اور کاہن اور حاخامات کہتے ہیں، یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حاخامات کو بڑے اختیارات حاصل ہیں، ان کے فرمودات اللہ کی جانب سے صادر ہوتے ہیں، ان سے ڈرنا گویا اللہ سے ڈرنا ہے، اور حاخامات معصوم ہوتے ہیں، ان کے سلسلے میں ان کا کہنا ہے حاخامات معصوم ہوتے ہیں، ان کے سلسلے میں ان کا کہنا ہے کہ حاخامات کے فرمودات قانون کی حیثیت رکھتے ہیں؛ کیونکہ ان کے فرمودات اللہ کے فرمودات ہیں۔

## یہود کے تین گروہ

اس طرح سے یہود اس دور سے دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک روایت پسندی یہودی جو کہ آرتھوڈکس یہودیت کے قائل تھے۔ دوسرے جدت پسند جو کہ تیفارم یہودیت کہلاتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا فرقہ بھی پیدا ہوا جو کہ اعتدال پسند یہودی کہلائے ان تینوں فرقوں کے بنیادی نظریات یہ ہیں۔





## ارتھوڈکس (روایت پسند) یہودیوں کا عقیدہ

۱۔ آرتھوڈکس یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ تورات اور تالمود دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی وحی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئیں۔ یہود کے تمام قوانین جو کہ ہلاخہ کہلاتے ہیں ان پر عمل کرنا ہر یہودی پر لازم ہے۔ ان میں سے بعض یہودی الٹرا آرتھوڈکس کہلاتے ہیں اور یہ اپنی وضع قطع اور لائف اسٹائل میں مغربی معاشرت سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہیں۔

## دوسری قسم (جدت پسند یہود)

۲۔ ریفارم یہودیوں کا کہنا ہے کہ تورات انسانی تحریر ہے اس لیے اس کے قوانین وقت کے تقاضوں کے تحت تبدیل بھی کیے جا سکتے ہیں اور ہلاخہ پر عمل کرنا ہر یہودی پر لازم نہیں ہے۔ اس طرح سے ریفارم یہودی مغربی معاشرت سے خود کو ہم آہنگ کر چکے ہیں۔

## تیسری قسم (اعتدال پسند یہود)

۳۔ کنزرویٹو یہودیوں کے نظریات بقیہ دو کے درمیان میں ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ تورات اللہ کی وحی ہے مگر انسانی ذرائع سے منتقل ہوئی ہلاخہ پر عمل کرنا ضروری ہے تاہم قانون کو وقت کے تقاضوں کے تحت اجتہاد کر کے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

یورپ کے علاوہ روس اور پولینڈ کے یہودی بھی اس اثر سے محفوظ نہ رہے اٹھارہویں صدی کے آخر میں روس میں ہونے والے فسادات کی وجہ سے یہود کو امریکہ اور کینیڈا میں بڑی تعداد میں ہجرت کرنا پڑی لیکن ان ہجرت کرنے والوں میں سے بعض نے ریفارم تحریک کو درست نہیں سمجھا اور کنزرویٹو یہودیت کو اختیار کرلیا۔

## یہود کے عقائد

یہودی عقائد کی بنیاد خدا کی وحدانیت اور بنی اسرائیل کی فضیلت پر ہے:

### ا۔ تصور خدا

یہودی ایک خدا پر سختی سے یقین رکھتے ہیں اور یہ یہودیت کا سب سے اہم وصف ہے یہ لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانے تک یہود خدا کے لیے الشد ائی کا لفظ استعمال کرتے ہیں لیکن بعد میں یہی نام یہوواہ سے بدل دیا گیا۔

اس لئے یہود خدا کو یہوواہ کے نام سے پکارتے ہیں لیکن اس لفظ کے صحیح تلفظ کے بارے میں مؤرخین کے مابین اختلاف ہے۔بعض اسے یہو کہتے ہیں اور بعض اسے یہووہ ، یہوا اور دیگر تلفظ سے مانتے ہیں۔تلفظ کے اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ یہود کے مطابق انہیں خدا کا خاص نام لینے کی قطعی اجازت نہیں ہے کیونکہ وہ اس میں خدا کی بے ادبی سمجھتے تھے۔ایک وجہ یہ بھی کہی جاتی ہے کہ چونکہ عربی اور ارعو کی طرح عبرانی میں بھی حرکات لکھی جاتی ہیں اس لیے تلفظ میں فرق ہو گیا ہوگا۔

### ۲۔ بنی اسرائیل کی فضیلت کا عقیدہ (chosen people)

یہود عقائد کے مطابق بنی اسرائیل خدا کے منتخب کردہ بندے ہیں اس لیے انہیں دیگر اقوام پر فضیلت حاصل ہے۔یہودیوں کے مطابق اس فضیلت سے مراد کوئی نسلی امتیاز یا افتخار نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں دنیا کی رہنمائی اور قیادت کے لیے منتخب کیا ہے اور یہودی عقائد کے مطابق نبوت صرف بنی اسرائیل میں ہی آتی ہے اور چونکہ یہودی پیغمبر کی اولاد ہیں اس لیے وہ خاص اہمیت کے حامل ہیں۔





## یہودی عقائد کے اہم نکات

ان عقائد کے علاوہ وضاحت کے ساتھ یہودی عالم موسیٰ بن میمون نے مشنا کی تفسیر میں دسویں باب میں یہودی عقائد کی تفصیل تیرہ نکات میں یوں لکھی ہے۔

ا۔ وجود خداوندی پر ایمان

۲۔ خدا کی وحدت پر ایمان

۳۔ خدا کے دائم ہونے پر ایمان

۴۔ خدا کے غیر مادی ہونے پر ایمان

۵۔ عبادت کے لائق صرف ایک خدا ہی ہے۔

۶۔ پیغمبروں پر ایمان

۷۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سب سے برگزیدہ پیغمبر ہونے پر ایمان

۸۔ تورات زبانی وتحریری موسیٰ علیہ السلام کو کوہ سینا پر عطا کی گئی۔

۹۔ تورات نا قابل تغیر ہے۔

۱۰۔ خدا علیم وخبیر ہے

۱۱۔ یوم آخرت سزا وجزا اور حیات بعد الموت پر ایمان

۱۲۔ مستقبل میں آنے والے نجات دہندہ مسیح پر ایمان

۱۳۔ مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان

### نجات کا تصور (salvation)

یہودیت کے یہاں نجات سے مراد اسی دنیا میں نجات دہندہ مسیح کی آمد کے بعد عدل کا قیام ہے۔اس دور کو Messianic Age تاہم جنت ودوزخ کا تصور ان کے یہاں بھی پایا جاتا ہے۔

## تہوار اور رسوم

یہودیوں کے یہاں مختلف رسوم اور تہوار ہوتے ہیں جنھیں یہودی بہت اہتمام سے مناتے ہیں۔ یہ تہوار یہودی عبرانی کیلنڈر کے مطابق منائے جاتے ہیں۔ ان تہواروں کی تعداد بہت زیادہ ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے جیسے۔

جن میں عید الفصح (یہ مصر سے نکلنے کی یادگار ہے) جس دن کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مصر میں فرعون کی ذلت ورسوائی سے نجات دی تھی، اس دن اللہ نے ان کو بہت ہی عجلت میں نکالا کہ وہ اپنی عادت کے مطابق خمیر کی چپاتی بھی تیار نہ کر پائے، جو کچھ انہوں نے تیار کیا تھا، وہ تھی غیر خمیر کی روٹی، یہود کا یہ تہوار ماہ اپریل کے تیسرے ہفتے میں ہوتا ہے، اس دن ان کا کھانا غیر خمیری روٹی ہوتی ہے۔

● ایک مقدس جشن سے آغاز ہوتا ہے، اور اس طرح کے جشن سے اختتام بھی ہوتا ہے اس میں دعائیں بھی پڑھی جاتی ہیں اور نماز ہوتی ہے اور نذرانے کو جلا دیا جاتا ہے۔

● یہود کے یہاں چاند دیکھنے کا بھی ایک تہوار ہوتا ہے جس دن وہ ایک دوسرے سے چاند دیکھنے میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں بگل بجاتے ہیں اور آگ روشن کرتے ہیں۔

## ہفتہ کا دن

یہود کے یہاں ہفتہ بہت ہی مقدس دن ہے، جس کے تقدس کا وہ حد درجہ احترام کرتے ہیں، ان کے یہاں اس دن کام کرنا صحیح نہیں ہے، جو اس دن کام میں مصروف ہوتا ہے تو اس کے بارے میں ان کا خیال ہوتا ہے کہ اس نے اس دن کے تقدس کا پاس ولحاظ نہیں رکھا اور ایک گناہ کا ارتکاب کیا؛ کیوں کہ یہود کے عقیدے کے مطابق ہفتے کا دن رب کے آرام کا دن ہے، یعنی اللہ نے چھ دن، دنیا بنانے کا کام کیا پھر وہ تھک گیا تو ساتویں دن آرام کیا، کتاب مقدس میں ہے ''ہفتہ کے دن کی حفاظت کرو؛ کیوں کہ وہ تمہارے لیے





مقدس دن ہے، جو شخص اس دن کی حرمت کو پلید کرے گا وہ قابل گردن زدنی ہوگا۔ جو بھی اس دن کام کرے گا وہ یہود کے زمرے سے اس دن کٹ جائے گا، چھ دن مسلسل کام کیا کرو، ساتویں دن جو ہفتہ کا دن ہے وہ رب کی مقدس چھٹی کا دن ہے اس دن آرام کیا کرو۔ کیوں کہ رب نے زمین وآسمان کے بنانے میں چھ دن کام کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور سانس لی۔

❁❁❁

# یہودیوں کی عبادت کا طریقہ

یہودیوں کے یہاں متعدد عبادات اور مذہبی رسوم موجود ہیں جن کی تفصیل ہم یہاں پیش کررہے ہیں۔

## ٹیفیلاہ

ہر دن کی جانے والی یہودی عبادت کو ٹیفیلاہ کہتے ہیں البتہ اردو اور فارسی میں عام طور پر اسے یہودی نماز بھی کہا جاتا ہے۔ یہودی دن میں تین مرتبہ صبح صادق کے وقت دوپہر اور شام کے وقت غروب آفتاب سے کچھ وقت پہلے یہ نماز ادا کرتے ہیں۔ پہلی نماز شاخریت دوسری نماز منخا اور تیسری نماز آروت اور مارو کہلاتی ہے۔

راسخ العقیدہ یہودیوں کے یہاں اس عبادت کی ادائیگی سے قبل دونوں ہاتھ کا دھونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ دیگر فرقوں کے یہاں صبح ہاتھ پاؤں اور منہ دھولینا عبادت کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے ٹیفیلاہ عام طور پر مخصوص انداز میں عملی طور پر ادا کی جاتی ہے اور تورات کی تلاوت کی جاتی ہے۔ یہودی عبادات کی تفصیل کتاب سدور میں موجود ہے جو خاص احکام عبادات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب یہودی عالم امرم گون d.875 نے مرتب کی تھی۔

### ۱۔ یوم السبت (Sabbath Day)

یہودیوں کے یہاں ہفتہ کے دن کی تعطیل بہت اہم خیال کی جاتی ہے۔ اس دن کو یوم السبت کہا جاتا ہے۔ سبت کا حکم موسوی شریعت کے اہم ترین حصہ احکام عشرہ میں موجود ہے اس کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ خداوند نے کائنات بنانے کے بعد ساتویں دن آرام کے لیے مختص کیا تھا اسی لئے اس دن کام کاج نہیں کرنا چاہیے۔ سبت جمعہ کے دن غروب آفتاب سے ہفتہ کے دن ستارہ کے نظر آنے تک رہتا ہے اس دن یہودی ایک جشن





مناتے ہیں جس میں سبھی کی شرکت ضروری ہوتی ہے اسی لیے اس دن عام تعطیل کی جاتی ہے اور راسخ العقیدہ یہود سارے دن عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

### ۲۔ عید الفصح (Passover)

یہ یہودیوں کا ایک اہم تہوار ہے جو آٹھ دن چلتا ہے۔ اس تہوار کو پیساخ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تہوار بنی اسرائیل کی مصر سے آزادی کی یادگار میں یہودی کیلنڈر کے مطابق بہار کے موسم میں منایا جاتا ہے۔ عام طور پر اس تہوار کے دنوں میں خاص ایسی اشیاء مثلاً تلخ سبزیاں بغیر خمیر کے روٹی وغیرہ پکائی جاتیں ہیں جن سے سفر کی یادتازہ ہوجائے۔

### ۳۔ پینٹی کوسٹ (Pentecost)

یہ تہوار عید فصح سے پچاس دن گزرنے کے بعد منایا جاتا ہے یہ حضرت موسی علیہ السلام کو کوہ سینا پر مقدس تختیاں ملنے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اس تہوار کے موقع پر یہودی راہب دودھ سے بنی گندم کی دوخمیری روٹیاں پکواتے ہیں پھر سات بھیڑیں یا ایک بیل یا دو دنبے ذبح کرتے ہیں جس سے غریب مستحقین کی دعوت کی جاتی ہے۔ عبادت گاہوں میں اس روز خاص عبادات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

### ۴۔ روش ہاشاناہ (Rosh Hashanah)

یہ یہودی کیلنڈر کے سال کی ابتداء کا دن ہے جو عیسوی کیلنڈر کے حساب سے ستمبر یا اکتوبر میں آتا ہے۔ یہودی کیلنڈر کا آغاز یہودی عقائد کے مطابق آدم وحوا علیہ السلام کے زمین پر آنے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کی یاد میں یہ تہوار منایا جاتا ہے۔

### ۵۔ یوم کپور (Yom Kippur the Day of Atonement)

یہ یہودی کیلنڈر کے پہلے ماہ کے دسویں دن بطور عشرہ توبہ منایا جاتا ہے۔ اس تہوار کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تورات کی کتاب احبار کا پورا

سولھواں باب اس دن کے متعلق احکام پر مشتمل ہے اس تہوار کا مقصد سال بھر کی توبہ کرنا ہوتا ہے۔اس میں باجماعت خدا سے معافی مانگتے ہیں آئندہ سال میں نیکیاں کرنے اور گناہ سے پرہیز کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس دن روزہ رکھا جاتا ہے اور ازدواجی تعلقات سے پرہیز کیا جاتا ہے۔عام طور پر دن کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گزرتا ہے۔

### ۶۔سکوت (Sukkah)

یہ تہوار ایک ہفتہ رہتا ہے جو صحرائے سینا میں دربدر پھرنے کی یاد دلاتا ہے۔اس تہوار کے دوران یہود خاص قاعدوں کا خیال رکھتے ہوئے خیمے بنا کر ان میں رہتے ہیں۔

### ۷۔پوریم (Purim)

یہ تہوار یہودی کیلنڈر کے چھٹے ماہ کی چودہویں تاریخ کو منایا جاتا ہے۔عیسوی کیلنڈر میں یہ دن فروری اور مارچ کے درمیان آتا ہے۔یہ تہوار یہودی قوم ہامان کے حملے سے بچ نکلنے کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

## کفارہ یا بخشش کا دن

یہود کے یہاں سال میں ایک مغفرت کا دن ہوتا ہے،اس دن یہود اس کے فرشتوں کی طرح بغیر کچھ کھائے پیئے عبادت کرتے ہیں،سارادن عبادت و ذکر میں گزارتے ہیں،چنانچہ ہر یہودی کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ اس دن فرشتوں کی طرح روزہ رکھ کر گزارے،اس دن سے پہلے نو دن یہود توبہ واستغفار میں گزارتے ہیں جس سے ان کا خیال ہوتا ہے کہ آدمی آنے والے سال کے لئے بالکل پاک وصاف ہوگیا،اور دسویں دن روزہ رکھ کر اور عبادت کر کے گزشتہ سال کی گناہ سے پاک وصاف ہوجاتا ہے اور نئے سال کے استقبال کے لیے پورے طور سے تیار ہوجاتا ہے اور یہ دن یہود کے مہینوں کے اعتبار سے ساتویں مہینہ میں آتے ہیں۔





## عید کے دن

عام دنوں میں نماز تین وقت کی ہوتی ہے ،صبح کی نماز ،عصر کی نماز،شام کی نماز، ہفتے،قمری مہینے کے آخری دن اور عید کے دن صبح میں ایک اضافی نماز ہوتی ہے جس کو ''مضاف'' کہا جاتا ہے،اور عید غفران کے دن آخری زائد نماز ہوتی ہے جس کو ''نیلام'' کہا جاتا ہے،اور ان نمازوں کے علاوہ ہر روز آدھی رات شب میں ایک نماز ادا کی جاتی ہے اور یہ سلسلہ ۱۷رجولائی سے ۹راگست تک چلتا ہے۔

یہ تمام نماز جماعت سے ادا کرنا ضروری ہے،اور کچھ مخصوص حالات میں جماعت کی عدم موجودگی میں تنہا بھی ادا کی جاسکتی ہے؛البتہ کچھ نمازیں ان کے یہاں ایسی بھی ہیں جن کو تنہا نہیں ادا کیا جاسکتا ہے،خاص طور سے پیر،جمعرات،اور ہفتہ کی صبح کی نماز جس میں توریت پڑھی جاتی ہے۔اور چاند کے مہینے کے آغاز کے دن کی نماز،عیدالفصح،عیدالمظال،وعیدالغفران،یہودی سال کے آخری دن، ۹راگست کو اور بعض روزے کے ایام میں اجتماعی طور پر نماز ادا کرتے ہیں۔

ہفتہ،عید غفران کے دن اور بعض روزے کے ایام میں عصر کی نماز کے دوران بھی تورات پڑھی جاتی ہے اور اکثر عیدوں اور مخصوص دنوں میں انبیاء کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں،سال کے بعض دنوں میں گناہوں سے کفارہ کے لیے نماز پڑھی جاتی ہیں اور دینی پیشوا کی طرف سے عام لوگوں کی سفارش کے لیے مخصوص نمازیں ادا کی جاتی ہیں اور آسمانی آفات ومصائب کے وقت جیسے طاعون،قحط برفباری کے موقعوں پر بھی نماز پڑھی جاتی ہیں،اور اس موقع پر توریت سے کچھ حصے بھی پڑھے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی نمازیں جو مختلف دنوں اور جگہوں اور موقعوں کی مناسبت سے پڑھی جاتی ہیں،مثال کے طور پر دیوار گریہ کے پاس کی نماز،اور ہفتہ کے دن کی استقلال کی نماز۔

## دیوار گریہ کے پاس نماز

نیز دیوار گریہ کے پاس دوسرے ان لوگوں کی طرف سے نیابت کے طور پر مخصوص نمازیں ادا کی جاتی ہیں، جو کہ رحمت الٰہی کے محتاج ہیں، جب کہ یہ بھی جاری ہے کہ جو لوگ متعین عبادت خانوں میں نماز پڑھنے کے پابند ہیں، وہ جمعہ کے دن، یا ہفتہ کے دن، یا تہواروں کے دن شام میں دیوار گریہ کے پاس جاتے ہیں اور وہاں مرشد (خزان) کے توسط سے نماز ادا کرتے ہیں۔ دیوار گریہ کے پاس لوگ بغیر کسی اعلان، یا حکم یا مخصوص دعوت کے، آتے رہتے ہیں، اور نماز پڑھتے رہتے ہیں، البتہ کسی ضرورت کے وقت، یا کسی مصیبت کے آنے پر، یا ناگہانی آفت کے پیش آنے پر ''حاخاموں'' دیوار گریہ کے پاس عام نماز پڑھنے کا اعلان کرتا ہے۔

## عبادت گاہ

یہودیوں کی عبادت گاہ کو سینا گاگ (Synagogue) کہتے ہیں یہودیوں کے اس عبادت گاہ میں جانے کے کچھ آداب ہوتے ہیں پہلے سر پر ٹوپی پہن کر جانا ضروری ہوتا تھا تاہم عصر حاضر میں اس حکم کی پابندی ضروری نہیں سمجھی جاتی ہے۔

## گناہ کا ارتکاب

یہود کا خیال ہے کہ انسان سے دنیا میں گناہ کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے اور اس سے غلطیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں، جب اس سے غلطیاں ہوتی ہیں تو اس سے پاکی بھی ضروری ہے، گناہوں سے پاکی کا بہترین ذریعہ دعا ہے، دعا کا طریقہ ان کے یہاں یہ ہے کہ گنہگار جوتشی کے ہاتھ پر سر رکھ کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرے، تحفہ اور نذرانہ پیش کرے ، یہودی حیض ونفاس کو عورت کو پلید کرنے والا گناہ تصور کرتے ہیں، عورت حیض ونفاس کی پلیدگی اور گندگی سے اس وقت پاک وصاف ہوسکتی ہے جب کہ کچھ قربانی کا نذرانہ پیش





کرے اور جوتشی کے ہاتھ پر سر رکھ کر دعا کرے۔

ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کاہن عورت کو رب کے سامنے کھڑا کراتا ہے اور مٹی کے پکے ہوئے برتن میں مقدس پانی لیتا ہے اور پانی پر کچھ پڑھتا ہے، اور پھر عورت سے گناہ کے اعتراف کا مطالبہ کرتا ہے، اگر عورت گناہ سرزد ہونے کا انکار کرتی ہے تو کاہن وہ پانی پلاتا ہے۔

یہود کے یہاں اس پانی کو لعنت کا پانی کہتے ہیں اور اس خاتون کو یہ دھمکی دیتا ہے کہ اگر وہ گنہگار تھی اور گناہ کا اعتراف نہیں کیا تو یہ پانی اس کے پیٹ میں جب پہنچے گا تو اس کا پیٹ پھول جائے گا اور ران ٹوٹ جائے گی، اور اگر وہ گناہ کا اعتراف کر لیتی ہے تو کاہن اس کو ان ہی نذرانوں اور تحائف کے ذریعہ پاک کرسکتا ہے جو عورت نے پیش کیا ہے اور جو کاہن نے پہلے دعائیں پڑھی ہیں وہی دعائیں کافی ہوں گی۔

## ختنہ

یہود کے یہاں ختنہ مردوں سے حد درجہ محبت وتعلق کی وجہ سے ضروری ہے، اس سلسلے میں ان کے یہاں اصل بنیاد یہ ہے کہ یہود اپنے معبود کو انسان اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا نذرانہ پیش کرتے تھے، بالکل اسی طرح جس طرح مصری دریائے نیل کو ایک لڑکی کا نذرانہ پیش کرتے تھے، پھر بعد میں ان کے معبود نے نذرانہ میں عضو تناسل کی سپاری کو کافی سمجھا اور اس پر اکتفا کرلیا، اس کے بعد ان کے یہاں ختنہ دینی اہم شعائر میں سے قرار پایا اور یہ ان کے اور نصاریٰ کے درمیان امتیاز کا ذریعہ تھی۔

## نفاق اختیار کرنا

یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سب سے افضل ہیں اس لیے اگر یہودی کو کسی عیسائی یا کسی دوسرے شخص کے مقابلے میں قسم کھانے کی ضرورت ہو تو وہ قسم نہیں کھائے گا؛ بلکہ ضرورت ہوگی تو انکار کردے گا، اور اس سلسلے میں نفاق سے کام لے سکتا ہے۔

## غاصبانہ مال کھانے کی اجازت

یہودی عیسائی اور دوسرے لوگوں کا مال غاصبانہ طور سے کھا سکتا ہے، اوراس پر اللہ کے یہاں بھی اس کی پکڑ نہ ہوگی ؛ بلکہ اس پر اس کو ثواب ملے گا۔

## بچوں کا خون

یہود کے یہاں عید فطیرہ ہوتی ہیں جس دن یہود دوسرے لوگوں کے بچوں کے خون سے آٹا گوندھ کر چپاتی پکا کر کھاتے ہیں، اس کے لیے وہ بچوں کو اغو کرتے ہیں، پھرا نہیں ذبح کرتے ہیں اوران کے خون سے آٹا گوندھتے ہیں، اس کے بعد اس آٹے سے روٹی پکا کر کھاتے ہیں۔اور چپاتی تیار کرتے ہیں۔

## ہیکل سلیمانی

یہودی کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤدعلیہ السلام نے بنی اسرائیل کو وصیت کی تھی کہ جس میں یہ اطلاع دی کہ صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام عہد رب کے تابوت کے لئے ایک گھر تعمیر کریں گے اوران کو تاکید کی کہ تم اس گھر کی تعمیر میں جان ومال سے بڑھ چڑھ کر حصہ لو؛ چنانچہ حضرت داؤد کی اطلاع کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام نے پتھروں کا وہ گھر تعمیر کیا جو چند کمروں پر مشتمل تھا۔

## ہیکل سلیمانی کی شکل

دل دیورانت کے بیان کے مطابق ہیکل سلیمانی کی وہی شکل تھی جو فینیقیوں نے مصر سے حاصل کی تھی، اورآشوریوں اور بابلیوں سے جو زیبائش وتزئین کا فن حاصل کیا تھا اس میں مزید اضافہ کیا، یہ ہیکل سلیمانی درحقیقت کوئی عبادت خانہ نہ تھا؛ بلکہ وہ ایک چوکور ڈھانچہ تھا جو متعدد حصوں پر مشتمل ہے اوراس کی مرکزی بلڈنگ بہت بڑی نہیں ہے، اس کی لمبائی تقریباً ایک سو چوبیس گز ہے، چوڑائی تقریباً پچپیس گز، اوراونچائی تقریباً باون گز۔





ہیکل سلیمانی دل دیورانت کے بقول یہود کے یہاں بہت اہم ہے وہ ان کے معبود، یہود کا گھر ہی نہیں بلکہ وہ ان کا روحانی مرکز بھی ہے اوران کے ملک کی راجدھانی اوران کے آثار وسرمایہ کے نقل کا ذریعہ، اوران کی یادگار جس میں وہ اپنے زمین پر لمبے سفر کی داستان پڑھ سکتے اور دیکھ سکتے ہیں۔

ہیکل سلیمانی کو ایک اہم خصوصیت حاصل ہے اس نے یہود کے دین کے مقام کو بلند کیا اوراس کو متعدد معبودوں والے دین سے نکال کر ایک معبود والا دین بنادیا اورغیروں کے ساتھ عدم رواداری، والا دین بنادیا۔

## دیوار گریہ کا واقعہ

دیوار گریہ کا واقعہ یہود جس ہیکل سلیمانی کو معبود کا گھر تصور کرتے ہیں، اس وقت سے آج تک چار بار گر چکا ہے، پہلی مرتبہ چھ سو سال قبل مسیح آشوریوں کے ہاتھ منہدم ہوا اور دوبارہ پانچ سو ستاسی سال، قبل مسیح بخت نصر کے ذریعہ منہدم ہوا، اور سہ بارہ (۳۲۲ق م) تین سو بائیس سال قبل مسیح مکدونین کے ہاتھوں منہدم ہوا، چوتھی اورآخری بار ستر (۷۰ء) عیسوی میں رومیوں کے ہاتھوں گرایا گیا، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے پورے شہر کو بھی تباہ وبرباد کردیا تھا، اس وقت ہیکل سلیمانی کا ایک چھوٹا سا حصہ باقی رہ گیا تھا جو مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار کا حصہ تھا جس پر قدیم ہیکل یہودی قائم ہے جس کو عربی زبان میں براق کہتے ہیں۔ ۱۱۹۳عیسوی میں شاہ افضل بن صلاح الدین نے اسلامی اصول وضابطے کے مطابق دیوار گریہ کی طرف زمین کا ایک بڑا حصہ وقف کردیا پھر مسجد کے زائرین کے لیے وقف کردیئے، اس جگہ کو محلۃ الغاربہ کہا جاتا ہے، وہ مسجد اقصی میں نماز پڑھنے کے لیے براق کے رستے سے پہنچے ہیں۔

## ہیکل سلیمانی کے کھنڈرات

یہودی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہیکل سلیمانی کو دوسری مرتبہ تباہ وبرباد کرنے

کے بعد سے یہود ہیکل سلیمانی کے کھنڈرات پر حاضر ہوا کرتے اور آنسو بہایا کرتے تھے۔ جب کہ ۱۱۷۔۱۳۸ء کے بعد شہنشاہ ادریانوس نے شہر قدس کو رومانی آبادی قرار دیا تھا اور اس کو راجدھانی ایلیاء کا نام دیا تھا، اور قدس شہر میں یہودیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا تھا۔ اس وقت سے یہود دنیا کے مختلف علاقوں میں آباد ہوگئے، اسی وقت سے فلسطین میں یہودیوں کا صفایا ہوگیا، اگر کہیں تھے تو بہت تھوڑے تھے، رومی بادشاہوں کی رواداری کے اعتبار سے ان کی تعداد میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی تھی، یہود کی کتاب میں ملتا ہے کہ وہ بیت المقدس میں پابندی کے بعد ان کو سال میں ایک بار آنے کی اجازت ہوتی تھی، اور ان دنوں پہاڑ زیتون سے ہیکل سلیمانی کے کھنڈرات کا مشاہدہ کرلیا کرتے تھے۔

## مسجد اقصیٰ کی تعمیر

رومی شہنشاہیت کا شیرازہ منتشر ہونے کے بعد فلسطین بیزنطیوں کے زیر اثر ہوگیا، پھر ان کے ہاتھ سے عرب فاتحین کے زیر اثر ہوا؛ چنانچہ خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدس شہر کو فلسطین کی دار السلطنت بنایا، پھر اس پہاڑ موریا پر اسلامی مقدس عمارتیں تعمیر کرائیں جس سے شہر قدس نظر آتا تھا، اور ساتویں صدی عیسوی میں پچھم کے دکھن سمیت میں مسجد اقصیٰ تعمیر کرائی، مسجد اقصیٰ مسلمانوں کے نزدیک مسجد حرام مکہ مکرمہ۔ اور مسجد نبوی مدینہ منورہ کے بعد تیسری اہم مسجد ہے جس کی زیارت کے لئے سفر کیا جاسکتا ہے۔

## دیوار گریہ سے مرادیں مانگنا

ہمارا مقصد یہاں اس کی تاریخ تفصیل سے بیان کرنا نہیں ہے؛ بلکہ صرف اتنا بتانا مقصود ہے کہ یہود دیوار گریہ پر حاضری دیتے تھے اس پر اپنی پیشانی رگڑتے تھے اور آنسو بہاتے تھے، اور کبھی کبھی پتھر کے شگاف میں کاغذ پر اپنی مرادیں لکھ کر رکھتے تھے، پھر اس کے بعد انہوں نے وہاں پر گانا بجانا بھی شروع کردیا تھا، اس سے قطع نظر کہ وہ





تورات یا نماز دیوار کے پاس پڑھتے تھے، پھر ان کی نماز نے وہی شکل اختیار کرلی جس طرح گرجا گھر میں ادا کی جاتی ہے۔

## تابوت

تابوت وہ باکس ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنا جوتا اور ڈنڈا اور کچھ دوسری چیزیں رکھ چھوڑی تھیں، یہود کا یہ عقیدہ تھا کہ اس تابوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اللہ کی بتائی ہوئی شکل میں بنایا ہے اللہ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ ببول کی لکڑی سے بنائیں، اور اس کی دیوار اور اندرونی حصہ سونے کا ہو، اور اس میں چار کنڈے ہوں جس میں دو ڈنڈے رکھے جائیں جن کے ذریعہ تابوت کو اٹھایا جائے۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت اس کو بنایا تو اس کا نام تابوت العہد رکھا تھا، اور بنی اسرائیل کو یہ ہدایت دی تھی کہ کوئی اسے ہاتھ نہ لگائے، اور اس کو صرف ڈنڈوں کے سہارے اٹھایا جائے جو ہاتھ لگائے گا وہ مرجائے گا۔

یہود کا یہ خیال ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہیکل سلیمانی تعمیر کیا اور اس کی تعمیر مکمل ہوگئی تو اس تابوت کو اس میں رکھا تھا، جب ہیکل تباہ و برباد ہوگیا اور اس کے نشانات مٹ گئے، اور جنگوں کی وجہ سے اس کی جگہ بھی غیر محفوظ ہوگئی تو یہود نے اس تابوت کو اور جو کچھ اس میں سونا چاندی تھا سب محفوظ کرلیا، اس کے بعد نسلاً بعد نسل یہ اثاثہ منتقل ہوتا رہا ہے۔

جب اس صندوق نما تابوت کا تعلق انبیاء و رسل سے باقی نہیں رہا، تو اس کی روحانی معنویت جاتی رہی اور دینی تقدس بھی ختم ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے اسے اس وقت مبارک بنایا تھا جبکہ وہ صموئیل اور حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے جنگوں میں اللہ کی نشانی تھی، اللہ اس میں سکینت نازل فرماتا تھا، یہ سکینت جہاد کے

دوران فوجوں کو معنوی طور پر روحانی تقویت پہنچائی تھی، اور صندوق کو دیکھ کر وہ لوگ ثابت قدم رہتے تھے، اس صندوق نما تابوت میں اللہ کی کتاب، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بعض باقی ماندہ متروکہ اشیاء تھیں۔

سورہ بقرہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس زعم باطل پر سے پردہ اٹھایا ہے اور تابوت کی حقیقت واضح فرمادی ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٤٨﴾

’’اور ان کے نبی نے انہیں پھر کہا کہ اس کی بادشاہت کی ظاہری نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائیگا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلجمعی ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون کا بقیہ ترکہ ہے۔ فرشتے اسے اٹھا کر لائیں گے یقیناً یہ تو تمہارے لیے کھلی دلیل ہے اگر ایمان والے ہو‘‘ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۴۸)

❀❀❀





# یہودی قوم کا معاشرتی نظام

## نکاح

شادی اور نکاح کرنا ہر یہودی پر فرض عین ہے، نکاح درست ہونے کے لیے یہودی مذہب میں لڑکے کی عمر ۱۳ سال اور لڑکی کی عمر ۱۲ سال ضروری ہے، وہ شخص قابل ملامت اور مستحق لعنت ہے جس کی عمر بیس سال ہو لیکن شادی نہ کرے، واضح رہے کہ یہودی مذہب میں شادی کے لیے دین و مذہب کی یکسانیت شرط ہے۔

## شوہر کی موت کے بعد

وہ عورت جس کا شوہر مر جائے اس حال میں کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو وہ عورت شرعی طور پر اپنے شوہر کے سگے یا علاتی بھائی کی بیوی متصور ہوتی ہے، مزید جب تک وہ شخص زندہ ہے وہ عورت کسی دوسرے مرد کے لیے جائز نہیں ہوتی، سوائے اس کے کہ وہ شخص خود اس عورت سے برأت کا اظہار کرے۔

## شادی کے لئے ممنوعہ دن

یہودی قوم سنیچر کے دن اور ان ایام عید میں شادی بیاہ کو ممنوع سمجھتی ہیں، جن میں یہودی مذہب کے مطابق روزمرہ کے معمولات بھی مباح نہیں ہوتے ہیں، اسی طرح ماہ اگست (آب) کے ابتدائی نو دنوں اور عید فصح (passover) کے آخری چوبیس دنوں میں بھی یہ نکاح کو ممنوع مانتے ہیں۔

البتہ بحالت مجبوری ان ایام میں رسم تقدیس کو مباح قرار دیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ عورت مرد کو قبول کرے خواہ ایک انگوٹھی یا اس جیسی کسی قیمتی شئے کے بدلے میں ہو جو مرد عورت کو دو شرعی گواہ کی موجودگی میں دے گا، اور عبرانی زبان میں یہ

الفاظ دہرائے کہ ''میں نے اس انگوٹھی یا اس جیسی کسی قیمتی شئے کے ذریعہ اس سے تقدیس کی یعنی اس کو اپنی بیوی بنایا'' بغیر تقدیس کے عورت شرعاً بیوی نہیں بن سکتی۔

## رسم تقدیس

رسم تقدیس کی ادائیگی کم از کم دس مردوں کی موجودگی میں ہوگی اور یہ قانونی طور پر عقد نکاح کو ضبط تحریر میں لانے اور دینی دعاؤں سے پہلے انجام پائے گی۔

## ہر عمل میں شوہر کی اجازت شرط ہے

یہودیت میں شادی شدہ عورت کو معذور، بچہ اور بیوی اور پاگل کی طرح بغیر شوہر کی اجازت کے بیع وشراء کا حق نہیں ہوتا ہے، اور عورت کی تمام املاک میں اس کے شوہر کو تصرف کا حق ہوتا ہے، بیوی کو صرف اس مال میں حق ملتا ہے جو مہر کی صورت میں بوقت نکاح رکھا جاتا ہے، اس مال کا مطالبہ وہ شوہر کی وفات یا طلاق کے وقت کرسکتی ہے۔

## تعدد ازدواج

یہودیوں کے یہاں تعدد ازدواج کا اصول ہمیشہ سے رہا ہے، اس کے خلاف کوئی مذہبی یا شہری قانون نہیں تھا، البتہ ہمیشہ ان الفاظ میں نصیحت کی جاتی رہی ہے کہ کسی مرد کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھے، ہاں جب مرد بڑا خوشحال اور مالدار ہو، ساتھ وہ عدل وانصاف کے قیام کی صلاحیت رکھتا ہو یا کوئی شرعی وجہ موجود ہو تو اس کے لیے دوسری شادی کرنی درست ہے (قوانین الاحوال الشخصیت فی سوریا مادہ ۵۴) ربانیوں نے چار تک کی تحدید کی ہے اور قراؤون فرقہ کے نزدیک تعداد کی کوئی تحدید نہیں ہے

## طلاق

طلاق کے سلسلہ میں جہاں مرد کو پورا اختیار ہے وہیں دوسری طرف مختلف اسباب کے بناء پر طلاق دینے کا جواز بھی حاصل ہے، البتہ وقوع طلاق کے لیے لازم ہے کہ وہ دو





گواہوں کی موجودگی میں مستند دستاویز کے ساتھ شرعی عدالت کے سامنے دی جائے اور یہ عدالت لوگوں کو نصیحت کرے گی کہ کسی مرد کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی پہلی بیوی کو بغیر کسی معقول وجہ کے طلاق دے دے۔

## میراث

کسی شخص کا وارث سب سے پہلے اس کی نرینہ اولاد ہوتی ہے، جب نرینہ اولاد ایک سے زیادہ ہو تو سب سے بڑے بیٹے کو بقیہ بھائیوں کے مقابلہ میں دوگنا حصہ دیا جاتا ہے، خواہ وہ اولاد صحیح نکاح کے ذریعہ پیدا ہوئی ہو یا غیر صحیح کے ذریعہ۔ رہی بیٹیاں تو جب تک بارہ سال کی عمر کو نہیں پہنچتی ہیں تب تک ان کے نان ونفقہ اور تعلیم وتربیت کی ذمہ داری باپ پر ہوتی ہے۔

● اور جب میت کی کوئی اولاد نرینہ نہ ہو تو میراث اس کے پوتے کی طرف منتقل ہوجاتی ہے، قراؤون فرقہ کا رجحان یہ ہے کہ میراث میں بیٹے کے ساتھ بیٹی کا بھی حصہ ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ ایک حصہ بیٹی کا اور دو حصے بیٹے کے اور جب میت کی نسل میں کوئی نہ ہو تو میراث اصل کی جانب منتقل ہوجاتی ہے اور اگر اصل میں بھی کوئی موجود نہ ہو تو حواشی حقدار ہوتے ہیں۔

## شوہر کی وفات کے بعد ترکہ

عورت اپنے شوہر کے ترکہ میں حصہ دار نہیں ہوتی، شوہر کی وفات کے بعد وہ جس چیز کی مالک ہوتی ہے وہ صرف اس کا مہر مؤجل (ادھار) ہے، رہا عورت کا باقی سرمایہ تو وہ پہلے اس کے شوہر کی طرف اور پھر شوہر سے اس کے ورثہ میں منتقل ہوجاتا ہے، اس وقت جب عورت اپنے مہر مؤجل کا مطالبہ نہیں کرتی تو اس سے کہا جاتا ہے کہ وہ ورثہ کے ساتھ رہے اور ترکہ کے مال میں سے کھائے پیئے۔ (احمد شلبی: الیہودیہ ص ۲۸۶)

## کئی بیویوں کی میراث

اور جب کوئی آدمی ایک سے زیادہ بیویاں چھوڑ کر مرے تو بیویوں کے درمیان نفقہ کے سلسلہ میں پہلی اور دوسری کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا بلکہ سب بیویاں برابر ہی سمجھی جائیں گی اور برابر نفقہ کی مستحق ہوں گی۔

## غیر یہودی کا مال وعورت استعمال کرنے کی اجازت

یہودیوں کے نزدیک ایک غیر یہودی کے مال ،عزت وآبرو اور جان پردست درازی جائز ہے اور صرف یہودی مومنہ کے ساتھ ہی فحش کاری کو زنا شمار کیا جاتا ہے،ان کی کتاب تورات شہوانی نفس میں ہیجانی کیفیت برپا ہونے کے وقت فسق وفجور کو مباح قرار دیتی ہے،البتہ یہ برے اعمال رازداری کے ساتھ ہوں۔

❀❀❀





## یہودیوں کی مقدس کتابیں

یہودیوں کی مقدس کتابیں دو ہیں،تورات اور تلمود ان دونوں کتابوں کو یہ لوگ عہد قدیم یعنی Old Testment کا نام دیتے ہیں؛تاکہ ان کے اور انجیل کے اسفار کے درمیان فرق ہوسکے،انجیل کے اسفار کو یہ لوگ عہد جدید یعنی New Testment کہتے ہیں۔

یہود اپنی اسفار کو قابل اعتماد مانتے ہیں،اور ان کو مقدس اور منزل من اللہ سمجھتے ہیں،یہ کتابیں چار قسموں پر مشتمل ہیں:

- پہلی قسم:موسیٰ کی کتابیں یا وہ پانچ اسفار۔
- دوسری قسم:ان کو تاریخی اسفار کی کتابیں کہا جاتا ہے،یہ بارہ کتابیں ہیں جو بنی اسرائیل کی تاریخ پر مبنی ہیں،اس میں بنو اسرائیل کے قاضیوں،بادشاہوں،ان کی جنگوں اور ان میں پیش آنے والے اہم معاملات وواقعات کا ذکر ہے،یہی یوشع،قضاۃ،راعوث،صموئیل اور بادشاہوں کے اسفار کہلاتے ہیں،جنگی واقعات عزرا،نحمیا اور ایتد و کے اسفار دو کتابوں میں ہیں۔
- تیسری قسم :اس کو نغموں کے اسفار اور شعروں کے اسفار سے موسوم کیا جاتا ہے،یہ پانچ کتابیں ہیں،جو ترانوں اور پندونصائح پر مشتمل ہیں،جن میں سے بیشتر دینی ہیں،ان میں سفر ایوب ،مزامیر داؤد ،امثال سلیمان،کتاب الجامعہ ،اور کتاب نشید الانشاد ہیں۔
- چوتھی قسم:ان کو اسفار انبیاء کہاجاتا ہے،ان کی تعداد سترہ ہے،یہ ان رسولوں اور نبیوں کی تاریخ پر مشتمل ہیں جو موسیٰ اور ہارون کے بعد آئے ہیں،یہ یسعیا ہمیاء کے اشعار اور ارمیاء،حذقیال،دانیال،یوشع ،یوئیل،عاموس،عوبدیا،یونس،میخا،ناحوم،

حبقوق ،صفنیا ،حجی ،زکریا اور ملاحی کے مرثیوں پر مشتمل ہیں۔

● بہت سے مؤرخین نے عہد قدیم میں کچھ ایسے اسفار کا بھی تذکرہ کیا ہے جو اب موجود نہیں ہیں، ان کو مخفی کتابیں کہا جاتا ہے، ان میں سفر یہودا یا یہودیت، مکابین کی کتابیں، اور سفر یسوع بن سیراخ شامل ہیں، اسی طرح ان لوگوں نے کچھ ایسی کتابوں کا بھی تذکرہ کیا ہے جو معتمد نہیں ہیں، اور نہ ہی ان کا مخفی کتابوں تک میں ذکر ہے۔ جیسے وہ کتاب جس کو یہ لوگ سفر بنیامین کہتے ہیں، جبکہ ان مؤرخین نے بہت سارے معتمد اسفار کا تذکرہ نہیں کیا اور جن کتابوں کا تذکرہ کیا ہے ان کے ناموں میں ردوبدل کیا ہے جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔

● اس طرح انجیل یعنی عہد جدید کے اسفار و کتابیں تو یہودی لوگ چونکہ حضرت عیسیٰ کی رسالت و نبوت کے منکر ہیں؛ لہٰذا وہ ان کی لائی ہوئی مقدس کتاب کا بھی انکار کرتے ہیں، اور اس پر بھی ایمان نہیں رکھتے ہیں۔

## توریت

توراۃ لغوی اعتبار سے یہ لفظ عبرانی زبان کا ہے جس کے معنی وحی یا فرشتہ کے ہیں۔ یہودیت کی اصطلاح میں یہ عہد نامہ عتیق کی وہ پانچ کتابیں ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہیں یہ کتابیں پیدائش خروج احبار اعداد اور استثناء پر مشتمل ہیں۔ ان کتابوں کو کتب خمسہ یا قانون موسوی بھی کہا جاتا ہے یہودیوں سے عام عقیدے کے مطابق یہ پانچوں کتابیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور سینا پر خدا کی طرف سے ملیں۔

● یہودیوں کی مقدس کتابیں کئی بار حملہ آوروں کی وجہ سے ضائع ہوئی تھیں جسے حضرت عزیر علیہ السلام نے از سر نو مرتب کیا۔ لیکن انہوں نے تورات کو کس زبان میں مرتب کیا تاریخ میں اس کی کوئی صراحت نہیں ہے نہ ہی ہمارے پاس اس وقت کا اصل نسخہ ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ انہوں نے تورات کو ارامی زبان میں لکھا یا عبرانی زبان میں





تاہم یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل بابل کی اسیری کے زمانے میں اپنی زبان سے رشتہ تقریباً ختم کر چکے تھے اس لیے حضرت نے انہیں آرمی زبان میں مرتب کی ہوں گی۔ موجودہ عبرانی دراصل ایک یونانی نسخے کا ترجمہ ہے جو 285BC میں تیار کیا گیا۔ ان کتابوں کی تفصیل یوں ہے۔

۱۔ **کتاب پیدائش:** اس کتاب میں تخلیق کائنات اور تخلیق آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام تک کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ اس میں نوح علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت اور سیلاب ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت اور خدا کے عہد اور دیگر انبیاء کے قصص ہیں۔

۲۔ **کتاب خروج:** اس میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور بنی اسرائیل کا مصر سے خروج کے متعلق واقعات مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اس کتاب میں یہواہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور ان کے متعلق بھی اس کتاب میں قدرے تفصیل موجود ہے۔

۳۔ **کتاب احبار:** اس کتاب کو سفر الاویین بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے لاوی کی طرف منسوب ہے جو مذہبی فرائض اور تعلیم و تدریس کے ذمہ دار تھے۔ اس کتاب میں تاریخ بہت ہی کم بیان کی گئی ہے زیادہ تر فقہی احکامات یعنی مذہبی رسوم حلال وحرام وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔

۴۔ **کتاب اعداد:** اس کتاب میں بنی اسرائیل کا صحرائے سینا سے نکل کر اردن کی طرف جانے کا واقعہ مذکور ہے لیکن اس کتاب کا خاص موضوع بنی اسرائیل کا شجرہ نسب اور ان کی مردم شماری ہے اس میں بنی اسرائیل کی مختلف شاخوں کی تقسیم اور قبیلے کے افراد کی تعداد وغیرہ مذکور ہیں۔

۵۔ **کتاب استثناء:** اس کتاب میں دوسری اور تیسری کتاب کے قوانین کا خلاصہ اور مزید تشریحات ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خطبات اور احکام عشرہ بھی اس

میں موجود ہیں مذہبی قوانین کے اعتبار سے اس کتاب کو خاص اہمیت حاصل ہے چاروں کتاب کی طرح یہ کتاب بھی مکمل طور پر حضرت موسی علیہ الصلو ۃ والسلام سے منسوب ہے تاہم اس میں حضرت موسی علیہ الصلو ۃ والسلام کی وفات اوراس کے بعد کے کچھ واقعات بھی ملتے ہیں۔

۶۔نویم: نویم تانخ یعنی عبرانی بائبل کا دوسرا حصہ ہے اس میں مجموعی طور پر بائیس کتابیں شامل ہیں۔ان میں انبیائے کرام علیہم السلام کے صحائف شامل ہیں یہ حصہ کتاب یوشع کتاب یسعیاہ کتاب یرمیاہ کتاب سموئیل حزقیل قضاۃ سموئیل اول دوم سلاطین اول دوم اور دیگر انبیاء اکرام علیہم السلام کے صحائف پر مشتمل ہے چھوٹے غیر معروف اور بڑے پیغمبر علیہم الصلوۃ والسلام کے صحائف کی مناسبت سے اس کتاب کے مزید دو حصے کر کے بھی فرق کیا جاتا ہے۔

۷۔کتو بیم: یہ حصہ بارہ کتابوں پر مشتمل ہے موضوع کے اعتبار سے اس کے بھی تین حصے کیے جاتے ہیں۔ پہلے حصے میں حضرت داؤد کی زبور، ہجرت سلیمان کی امثال اور حضرت ایوب علیہ الصلو ۃ والسلام کی مزامیر شامل ہیں دوسرے حصے میں پانچ مجلّات ہیں ۔یہ غزالغزلات اور آستر پر مشتمل ہے تیسرا حصہ دانیال نحمیاہ تواریخ اور دوم پر مشتمل ہے۔

عہد نامہ قدیم کے ان تین سلسلوں کے علاوہ بھی تقریبا 17 کتابیں اور بھی تھیں جن کے حوالے عہد نامہ قدیم میں ملتے ہیں لیکن وہ کتابیں اب معدوم ہیں۔

## عہد نامہ قدیم کی تدوین وتالیف

● موجودہ عہد نامہ قدیم کی تدوین وتالیف کے حوالے سے کوئی بھی تاریخ متفقہ طور پر نہیں بتائی جاسکتی۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بنی اسرائیل کئی مرتبہ غیر حکمرانوں کے عتاب کا شکار ہونا پڑا ہے جس میں ان حکمرانوں نے ہیکل سلیمانی اور کتب مقدسہ کو جلادیا۔





● یہودی کتب مقدسہ کسی بھی گذشتہ دور میں زیادہ عرصے تک کتابی صورت میں قائم نہیں رہ سکی ہے بلکہ ان کے مذہبی ادب کا سرمایہ علماء کے حافظو کے ذریعہ نسلوں تک منتقل ہوتا رہا ہے آٹھویں صدی قبل مسیح میں سامریہ کی پہلی تباہی سے لے کر 613 میں ایران کے شاہ خسرو پرویز تک تقریبا سات مرتبہ یہودیوں کی مقدس کتابوں کو مکمل طور پر ضائع کیا گیا۔یہودی محققین کے مطابق عہد نامہ قدیم کی سب سے آخری تدوین جانیا کونسل میں کی گئی۔

## تلمود یا تالمود (Talmud)

عہد نامہ قدیم کے علاوہ یہودیوں کی ایک اور کتاب مقدس سمجھی جاتی ہے جسے یہود تالمود کا نام دیتے ہیں یہ یہودی شریعت کا دوسرا اہم ترین ماٰخذ ہے جس میں یہود کے مطابق حضرت ہارون علیہ السلام اوران کی اولادوں کے اقوال وحالات مذکور ہیں۔مذہبی احکام ہونے کی بنا پر اسے عہد نامہ سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔اسے ہم اپنی زبان میں حدیث سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

یہود کے مطابق کوہ طور پر حضرت موسی علیہ السلام کو جو وحی ملی وہ دو اقسام پر تھیں ۔ایک وہ بنیادی قوانین ہیں جو احکام عشرہ کہلاتے ہیں۔یہ احکام اوران کی تفصیل پر کندہ تھے اسے عام طور پر مکتوب شریعت کہا جاتا ہے۔جب کہ دوسری قسم کی وحی آپ کو الہام ہوئی جسے زبانی شریعت کہا جاتا ہے۔

یہودیوں کے مطابق زبانی شریعت کی تعلیم حضرت موسی نے حضرت ہارون اور حضرت یوشع علیہ السلام کو دی۔یوشع علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے اہم سرداروں کو یہ خدائی قانون پڑھایا اوراس طرح سینہ بسینہ روایت ہوتے ہوئے یہ قوانین حضرت عزیر علیہ السلام تک پہنچے ان کے بعد کئی نسلوں سے یہ شریعت زبانی روایت ہوتے ہوئے دوسری اور تیسری صدی عیسوی کے علماربی تک پہنچی اورانہوں نے 220CE میں اسے مرتب کر کے

مشنا کا نام دیا۔ یہ تالمود کا پہلا حصہ بنا اور اس کے بعد 500CE کے لگ بھگ مشنا کے متن کی جو تشریح کی گئی اسے جمارہ کا نام دیا گیا۔ عام طور پہ تالمعس سے مراد یہی دوسرا حصہ لیا جاتا ہے۔

**مشنا:** مشنا کے اہم ترین مضامین، زراعت، تجارت، قوانین، تعزیری قوانین نذر قربانی علماء کے متعلق احکام سیاسی قوانین وغیرہ شامل ہیں۔

تالمود کی دو روایتیں موجود ہیں ایک عراقی اور دوسرا فلسطینی عراقی روایت کو بابلی طالمود جبکہ فلسطینی کو یروشلمی تالمود کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کی زبان رومی ہے یروشلمی تالمود، بابلی تالمود سے حجم میں تین گنا بڑا ہے اس میں مذہبی احکامات کی تفصیلات زیادہ ہیں۔

## یہودیوں کی کتاب میں اختلاف کی مثالیں

یہودیوں نے اللہ کو ایک مجسمہ کے طور پر تصویر کشی کی ہے اور اس کے لیے نازیبا اوصاف بیان کیے ہیں۔

اس کی مثال جیسے کہ سفر پیدائش میں آدم وحوا کے متعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ہی مخصوص معرفت کے درخت کا پھل کھانے سے منع فرمایا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو جاہل رکھنا چاہتا؛ تاکہ وہ دونوں اللہ کے ساتھ اللہ کی صفات میں سے کسی صفت میں شریک نہ ہوجائیں جو صرف اسی کے ساتھ مخصوص ہیں اور جب ان دونوں نے اس کو کھالیا تو دیکھا کہ ان کی شرمگاہیں کھل گئی ہیں اور پھر جب اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دونوں نے اس کی آواز اور اس کی حرکت کو محسوس کیا تو وہ چھپ گئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عریاں نہ دیکھ لے، اور وہ خود کو جنت کے پتوں سے چھپانے لگے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے جواب طلبی کے بعد نتیجہ نکالا کہ ان دونوں نے یقیناً معرفت کے درخت سے کھایا ہے اور ان دونوں کو اپنی حقیقت کا علم ہوگیا ہے اور اس طرح حسن وقبح میں فرق کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجانے کی وجہ سے ایک خدا بن گیا اور ضروری ہوگیا کہ اس کو جنت سے دھتکار دیا جائے کہ کہیں وہ دوسرے درخت دوام میں دست درازی نہ





کرے، ورنہ سب سے بڑی خدائی صفت، صفت بقاء ودوام کو پالے گا۔

(الاصحاح الثالث من سفر التکوین)

● قرآن نے حضرت آدم اور حوا کے قصہ کو ایک سے زائد مقامات پر ذکر کیا ہے، اسی طرح ان کے شجر ممنوعہ کے کھانے کا ذکر بھی کئی مقامات پر کیا ہے جس کے نتیجہ میں جنت سے خروج ہوا، لیکن قرآن سے کسی بھی مقام پر اللہ تعالیٰ کے علمی کمالات اور قدرت مطلقہ کے تعارض اور واقعات سے ناواقفیت ومخالفت کو پیش نہیں کیا گیا۔

(الاسفار المقدسہ: از ڈاکٹر علی وافی ۲۵)

● حضرت یعقوب علیہ السلام اور خدا کے درمیان کشتی ہوئی اور جب اس نے دیکھا کہ وہ اس پر قابو نہیں پا رہا ہے تو عین اس کی ران پر ضرب لگائی تو اس کے ساتھ جھگڑے میں یعقوب کی ران اتر گئی، اس نے کہا مجھ کو چھوڑ دو کیوں کہ اب فجر طلوع ہو چکی ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں تم کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ تم مجھ کو بابرکت نہ کردو، اس نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے، تو کہا: یعقوب، تو اس نے جواب دیا کہ اب تمہارا یعقوب نہیں اسرائیل لیا جائے گا، اس لیے کہ تم نے اللہ کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ اور قدرت کے ساتھ جنگ کی ہے اور جنگ میں غالب آگئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے سوال کیا کہ مجھ کو اپنا نام بتاؤ تو کہا: تم کیوں میرا نام پوچھ رہے ہو اور اس نے اس کو برکت کی دعا دی۔ (تکوین ۳۲:۲۲-۲۹)

## اللہ کو دیکھنا اور کھانا پینا

پھر حضرت موسیٰ، ہارون، ناداب، ابیہو اور اسرائیل کے ستر بزرگ اوپر گئے جہاں انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا اور اس کے دونوں پیروں کے درمیان نیلے، شفاف آسمان کی طرح صاف ستھرا ایک ہیرا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسرائیل کے ان اشراف کی جانب اپنے ہاتھوں کو نہیں پھیلایا، چنانچہ انہوں نے اللہ کو دیکھا اور کھایا اور پیا۔ (خروج صفحہ ۲۴:۹-۱۰)

جبکہ قرآن میں آچکا ہے کہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو نہیں دیکھا تھا اور وہ اشراف بنی اسرائیل جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تھی ان کی تعداد ستر تھی، ان کو زلزلہ آلیا تھا، پھر وہ بیہوش ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی پھر ان کو سزا کے طور پر زندہ کیا کہ انہوں نے موسیٰ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا۔

## خدا کی ندامت

جب خدا نے ان لوگوں کے لیے کچھ قاضی مقرر کیے تو خدا خود قاضی کے ساتھ ساتھ تھا اور ہر قاضی کے عہد میں خدا نے ان کو ان کے دشمنوں سے نجات دلائی؛ کیونکہ خدا ان کے باہمی لڑائیوں اور تنگی کی وجہ سے ان کے کراہنے کو سن کر نادم وپشیمان ہو گیا۔(اخبارالایام الاول صحح ۲۱:۱۵)

اور اللہ تعالیٰ نے یروشلم کو ہلاک کرنے کے لیے فرشتوں کو بھیجا تو جب رب نے وہاں ہلاکت وتباہی کا منظر دیکھا تو اس شروفساد پر نادم ہوا اور تباہی مچانے والے فرشتوں سے کہا: اب بس کرو کافی ہے۔(قضاة:۲:۱۸)

یقیناً یہ قصے اللہ تعالیٰ کی شان رفعت میں نقص، جھوٹ بیانی، کمزوری اور جہل جیسے ناشائستہ اور نامناسب صفات ہیں۔

❀❀❀





# یہودی فرقوں کا تعارف

یہودیوں میں بہت سے فرقے پائے جاتے ہیں جن میں سے ہر فرقہ دوسرے فرقہ سے بعض عقائد وافکار، نظام حیات میں مختلف ہیں، لیکن دین میں اتنے اختلاف کے باوجود بھی ان کے اس عقیدہ اصلی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، جس کو وہ دین کی بنیاد مانتے ہیں، وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے نزدیک بقیہ تمام مخلوق اور نوع انسانی کے مقابلہ میں محبوب ومختار ہیں۔

● چنانچہ آج ہم دنیا میں یہودیوں کی آبادی کو دیکھتے ہیں جن میں سے تقریباً سب ہی ان ممالک میں جہاں ان کو وہاں کی قومیت حاصل ہے، مختلف گروہوں، دینی جماعتوں اور سیاسی پارٹیوں سے منسلک ہیں اور اپنی دینی وسیاسی ہم آہنگی اور عالمی اختلافات کے ساتھ ساتھ ان میں سے کچھ تو سماجی اشتراکیت (socil Communism) کے قائل ہیں اور کمیونسٹ ہیں، کچھ مغربی سامراجیت (westen Capitalism) کے دلدادہ ہیں اور کچھ پرانی روایت کے سلسلہ میں شدت پسند (Conservatives) ہیں اس کے علاوہ ان میں ایک طبقہ عمال کا بھی ہے۔

● یہودی کوئی بھی ہو عموماً وہ اپنی یہودیت سے خارج نہیں ہوتا اور اپنی قوم کا ساتھ نہیں چھوڑتا بلکہ حسب استطاعت وہ خفیہ اور اعلانیہ دونوں طرح سے اسرائیل قوم کے زیر نگرانی کام کرتا رہتا ہے۔ اب یہود کے اہم فرقے مندرجہ ذیل ہیں:

## فریسیین

اس فرقہ کو خلوت پسند یہود بھی کہا جاتا ہے اور یہ لقب ان کو اس لیے دیا گیا ہے کہ حیات کے بعد از مرگ (یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے) اور محشر کا

عقیدہ رکھتے ہیں۔

فرشتوں اور شیطان کے وجود کے قائل ہیں یہ لوگ عبادت گاہوں میں نذر و نیاز نہیں چڑھاتے ہیں، یہ صوفیاء، زاہدین کی زندگی سے زیادہ قریب ہیں۔

یہ لوگ تورات پر عمل کا اتنا ہی اہتمام کرتے ہیں جتنا تلمود کا، ان کا عقیدہ ہے کہ اقتدار اعلیٰ صرف ربیون ( حاخامات ) کو حاصل ہے، ان کی باتیں اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہوتی ہیں، ان سے جوڑ رنا دراصل اللہ سے ڈرنا ہے، یہ گناہوں سے معصوم اور خطاؤں سے مبرا ہوتے ہیں۔

لہذا ایک مومن یہودی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ربیون کی باتوں کو شریعت کی طرح سمجھے؛ کیونکہ ان کے اقوال اللہ ہی کے اقوال ہیں، چنانچہ جب وہ تم سے کہیں کہ تمہارا دایاں ہاتھ دایاں نہیں بایاں ہے، تو تم اس کی تصدیق نہ کرو اور نہ اس پر ان سے بحث ومباحثہ کرو، جیسا کہ تلمود میں آیا ہے۔

زمانہ کے ساتھ ساتھ فریسین میں بگاڑ آ گیا، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے لوگوں کے مال میں دست درازی شروع کر دی، عقائد اور ان کے صاف ستھرے دینی معاملات سے بے رغبتی وانحراف اور حرام کمائی کے لیے زہد وتقویٰ کے لباس کو اختیار کرنا، اور رہبانیت کی ستر دامانی نے ان کے بہت سے متبعین کو ان سے دور کر دیا۔

ان کا وہ مقام ومرتبہ باقی نہیں رہا جو پہلے تھا، اور ان سے انتساب عار بن گیا، ان کی اس ذلت ورسوائی کا ایک اہم سبب یہ تھا کہ یہ لوگ عیسیٰ اور ان کے پیروکاروں سے سخت دشمنی اور عناد رکھتے تھے۔

## قراوؤں ( قاراازم )

فریسیوں کے زوال کے بعد قراوؤں فرقہ نمودار ہوا اور فریسین کے اثر ورسوخ کا





وارث ہوا، اور یہ گروہ صرف تورات یعنی عہد قدیم (Old Testament) کو مانتا ہے، تلمود کو زبانی روایات کی طرح تسلیم نہیں کرتا ہے، جس کے بارے میں ربیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ ان روایات واقوال کے یکے بعد دیگر وارث ہوئے ہیں، فریسیوں کے برعکس قراوؤ طبقہ اجتہاد کے قائل ہے۔

● یہودیوں کے یہاں تالمود عہد نامہ عتیق کے بعد سب سے اہم کتاب ہے عام طور پر سبھی یہود اسے مقدس تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بغداد اور مصر میں ایک چھوٹا سا مکتب فکر ایسا بھی رہا جس نے اس کتاب کی اہمیت ماننے سے انکار کر دیا۔ تاریخ میں اگر چہ اس کا وجود پہلی صدی قبل مسیح میں ملتا ہے! لیکن اسے باقاعدہ طور پر منظم کرنے میں اہم کردار آٹھویں صدی عیسوی میں احنان بن داؤد کا ہے۔ یہ فرقہ قاراازم کہلاتا ہے۔ قاراازم سے تعلق رکھنے والے یہودا اپنے مذہبی قوانین کا ماٗخذ صرف عہد نامہ عتیق کو قرار دیتے ہیں۔ احنان بن داؤد نے یروشلم کو اپنا تبلیغی مرکز بنایا اور اپنے مسلک کی تعلیمات عام کیں۔ چودہویں صدی عیسوی تک اس فرقے کے پیروکاروں کی تعداد اچھی خاصی ہو چکی تھی لیکن اس کے بعد آہستہ آہستہ ان کا اثر کم ہوتا گیا۔ اس وقت ایشیاء کے بعض علاقوں میں اس فرقے کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

● قوانین کے ماٗخذ کے علاوہ فرقے کے لوگ بعض دیگر امور میں بھی عام یہودیوں سے منفرد ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان کے عقائد باقی یہودیوں سے قدرے مختلف ہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ کو ایک نیک اور متقی بزرگ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت شریعت موسوی کے احیاء کے لیے تھی۔ اس کے علاوہ یہ فرقہ اکثر یہودی رسوم کو نہیں اپناتا ان کا طرز زندگی باقی یہودیوں سے کافی مختلف ہے۔

## صدوقیین

صدوقیین کو صدوقیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دیگر فرقوں کے مقابلہ

میں حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ صداقت و وفاداری کا زیادہ ثبوت دیا جاتا تھا۔

یہودیوں کا صدوقیین فرقہ حیات بعد الموت اور اخروی زندگی کا منکر ہے، یہ جنت و دوزخ، حساب و کتاب اور آخرت میں سزا و جزا کو نہیں مانتا، ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان کو اس کے اعمال کی جزاء یا سزا دنیا میں ہی مل جاتی ہے، چنانچہ جو شخص نیکی اور بھلائی کرتا ہے اس کا دامن خیر و برکت سے بھر جاتا ہے، اور جو سیاہ کاری کرتا ہے اور گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے وہ خود اپنے لیے مصائب و پریشانیاں اور مشکلات کے اسباب کا سامان مہیا کرتا ہے۔

قراؤن کی طرح یہ لوگ بھی تلمود کے زبانی روایات کے منکر ہیں، اور شیطان و ملائکہ کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں، اسی طرح یہ لوگ تقدیر و قضاء کو نہیں مانتے ہیں؛ بلکہ ان کا کہنا ہے کہ اعمال انسانوں کی خود تخلیق ہے، نہ کہ اللہ کی، وہ مسیح موعود کا بھی انکار کرتے ہیں، انہیں ان کی آمد کا انتظار نہیں ہے۔

## متعصبین

یہودیوں کا یہ فرقہ اپنے اکثر عقائد و افکار میں فریسیوں سے اتفاق کرتا ہے، مثلا یہ مسیح موعود کے قائل ہیں یہ فرقہ اپنے دل میں وطن کی غیرت و حمیت رکھتا ہے، اور سخت ترین عبادت کا رجحان رکھتا ہے، یہ لوگ ملحدین کے ساتھ کسی طرح کی نرمی روا نہیں رکھتے اور اللہ کے علاوہ کسی کے غلبہ و قدرت کو قبول نہیں کرتے ہیں، موت ان کے نزدیک دیگر یہودیوں کی اطاعت کے مقابلہ میں آسان ترین امر ہے، اور یہ فرقہ فریسیوں کا بایاں بازو یعنی مد مقابل کہا جاتا ہے، اسی وجہ سے انہوں نے فریسین کی تحقیر کا اعلان کیا؛ اس لیے کہ فریسیوں نے امر واقعہ کو قبول کیا اور رومیوں وغیرہ کے سامنے سرنگوں ہوئے۔

## سامریہ (سامرین)

سامریہ یہودیوں کا ایک چھوٹا سا فرقہ ہے جس کی تعداد بہت ہی کم ہے لیکن یہ





یہودیوں کا سب سے قدیم فرقہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس فرقے کے اکابر وہ لوگ ہیں جو عراقی آشوریوں کے حملے کے بعد فلسطین میں رہ گئے تھے۔ انہوں نے یہاں بت پرستی شروع کر دی تھی۔ یہودیوں نے یروشلم کی واپسی کے بعد انہیں یہودی ماننے سے انکار کر دیا تو ان دونوں کے مابین خانہ جنگی شروع ہوگئی اور بالآخر چھٹی صدی عیسوی میں اس فرقے کو زوال ہوگیا۔

باقی ماندہ سامری یہودی آج تک شہر نابلس میں رہائش پذیر ہیں، اور ان کا کہنا ہے کہ بقیہ لوگوں کے مقابلہ میں صرف ان کی تورات درست ہے، یہودی جلاوطنی کی زندگی گزارنے اور گرفتاری سے آزادی کے بعد یہود کے دیگر فرقوں سے سامرین فرقہ کا تعلق کٹ گیا اور یہ فرقہ مسیح موعود پر ایمان رکھتا ہے، اور یہ لوگ مسیح مدعو کے انتظار میں ہیں۔

اس فرقے کا دعویٰ ہے کہ ان کے پاس تورات کا قدیم نسخہ ہے۔ ان کے پاس بائبل دیگر نسخوں سے کافی مختلف ہے۔

## راسخ العقیدہ یہودی (Orthodox Judaism)

آرتھوڈکس یہودیت دراصل یہودیوں کی قدیم تہذیب کے علمبردار ہیں یہ تورات اور تالمود دونوں کو مقدس تسلیم کرتے ہیں اس فرقے کے لوگ یہودیوں کے یہاں فقیہ، راہب زاہد اور قاضی کے طور پر پہچانے جاتے ہیں یہ لوگ حیات بعد الموت جزا و سزا اور جنت و جہنم کے بھی قائل ہیں۔ اس فرقے سے تعلق رکھنے والے یہودی عام طور پر اپنی علیحدہ بستیاں بنا کر رہتے ہیں۔ یہ لوگ قبالہ سے منسلک ہیں اور عبرانی کے حروف ابجد میں جادوئی اثرات پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ اس فرقے میں بھی کئی ذیلی مکاتب فکر موجود ہیں۔

## ریفارمسٹ یہودی (Reform Judaism)

یہودیت میں جدت پسندی کی تحریک جرمنی میں اٹھارہویں صدی میں شروع ہوئی جسے برطانیہ میں قبولیت عام حاصل ہوئی۔ روایت پسند یہودیوں کے برعکس ریفارم یہودیوں نے یہودی شریعت کو جدید تہذیب کے عین مطابق بنانے کے لیے اس میں کئی

معنوی تبدیلیاں کیں اور یہودی قوانین کی نئی تشریحات پیش کیں۔

مذہبی کتابوں کے متعلق اس مکتب فکر کا ماننا ہے کہ تورات خدائی تعلیمات ہیں لیکن اسے انسانوں نے اپنی زبان اور اپنے انداز میں لکھا ہے روایت پسندوں کے برعکس ریفارم یہودی سیکولر خیالات کے حامی ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ یہودیت کسی ایک قوم یا خطے سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ ایک عالمی مذہب ہے جس میں ہر ایک تہذیب وتمدن کی گنجائش موجود ہے لہذا جدید تہذیب اپنانے میں کوئی برائی نہیں ہے۔

● یہ مذہبی لوگ رسومات سے زیادہ معاشرتی چیزوں پر زیادہ زور دیتے ہیں روایت پسندوں کے یہاں مرد اور عورتوں کے متعلق بعض معاملات کے حقوق میں فرق ہے جبکہ ریفارم یہودی بعض معاملات میں مساوی حقوق کے قائل ہیں۔

## کنزرویٹو یہودی(Conservative Judaism)

ستر ہویں صدی میں یہودیوں کے یہاں قدامت پسندی اور جدت پسندی کا رجحان فروغ پا رہا تھا۔ایک طرف جرمنی یہودی مفکرین کی جانب سے جدت پسندی کی بنا پر یہودی شریعت میں کئی تبدیلیاں کی گئیں۔دوسری طرف قدامت پسند مکتب کی طرف سے شریعت کے ظاہری معنوں پر سختی سے عمل کرنے اور اجتہاد کو ممنوع سمجھنے کی وجہ سے یہودی شریعت بے جان ہو رہی تھی۔

ان دونوں کے ردعمل میں اعتدال پسندی کا حامی ایک مکتب فکر کا ظہور ہوا جس کے بانی و رہبر اس دور کے بڑے ربی یشریاس فرینکل 1875-1801 تھے جدت پسندی کے متعلق اگر چہ انہیں بعض معاملات میں دیگر رہنماؤں سے اختلاف تھا لیکن ایک عرصے تک ریفارم تحریک کے اہم رکن رہے۔1845 میں جب ریفارم جدت پسندوں کی طرف سے یہودی عبادات میں عبرانی زبان کا رواج ختم ہوا اور ستر ہویں صدی میں یہودیوں کے یہاں قدامت پسندی اور جدت پسندی کا رجحان فروغ پا رہا تھا۔





ایک طرف جرمنی یہودی مفکرین کی جانب سے جدت پسندی کی بنا پر یہودی شریعت میں کئی تبدیلیاں کی گئیں۔دوسری طرف قدامت پسند مکتب کی طرف سے شریعت کے ظاہری معنوں پر سختی سے عمل کرنے اور اجتہاد کو ممنوع سمجھنے کی وجہ سے یہودی شریعت بے جان ہو رہی تھی۔

●ان دونوں کے ردعمل میں اعتدال پسندی کا حامی ایک مکتب فکر کا ظہور ہوا جس کے بانی و رہبر اس دور کے بڑے ربی یشریاس فرینکل 1875-1801 تھے جدت پسندی کے متعلق اگر چہ انہیں بعض معاملات میں دیگر رہنماؤں سے اختلاف تھا لیکن ایک عرصے تک ریفارم تحریک کے اہم رکن رہے۔1845 میں جب ریفارم جدت پسندوں کی طرف سے یہودی عبادات میں عبرانی زبان کا رواج ختم کر دیا گیا تو ربی یشریاس نے اس بارے میں خفگی کا اظہار کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کر لی اور اعتدال پسندی کی تحریک شروع کی۔یہ تحریک جلد ہی یہودی عوام میں مقبول ہوئی۔

انیسویں صدی میں ایک یہودی ربی 1915-1847 نے امریکہ میں اس کی بنیاد رکھی جس کی وجہ سے امریکہ میں اس مکتب فکر کو مقبولیت حاصل ہوئی۔

## معتدل نقطہ نظر

کنزرویٹو یہودی روایت پسند اور جدت پسند کے درمیانی معتدل نقطہ نظر کے حامی ہیں۔ان کے یہاں قدیم یہودی روایات کا تقدس اب بھی اسی طرح موجود ہے لیکن یہ لوگ ظاہر پرستی اور اجتہاد کے قائل ہیں۔ان کے نزدیک تورات اور دیگر یہودی قوانین پر عمل کرنا ضروری ہے تاہم قانون کو وقت کے تقاضوں کے تحت اجتہاد کر کے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔Conservative Judaism Leadership Council of 1988 نے اپنے عقائد کے متعلق آفیشل کتابچہ شائع کیا۔

اس کتابچے کے مطابق کنزرویٹو کے بنیادی عقائد اعتدال کا مظہر ہیں۔توحید کے

علاوہ کنزرویٹواس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہودیت ایک مذہب سے بڑھ کرایک مکمل تہذیب کا نام ہے ۔جس میں طرز حیات، لباس، فنون لطیفہ، اور ایک مقدس سرزمین اسرائیل سے محبت شامل ہے۔

## بنی اسرائیل کے متعلق نقطۂ نظر

بنی اسرائیل کی فضیلت کے متعلق ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ بنی اسرائیل خدا کی طرف سے اہل زمین کے لیے رہبر کی حیثیت سے مقرر ہیں۔ چنانچہ یہ یہود کا فرض ہے کہ وہ ساری دنیا کی قیادت کریں ان کے مطابق تورات وحی الٰہی ہے لیکن یہ ہم تک انسانی ذرائع سے منتقل ہوئی ہے اوراس میں انسانی اثرات شامل ہو گئے ہیں۔

ان کے نزدیک ہلاخہ یعنی تورات کے قانون پر عمل کرنا ضروری ہے البتہ وقت کی ضروریات کے مطابق ان قانون میں اجتہاد کر کے تبدیل کرنا ضروری ہے یہ اجتہاد ایک خاص دائرہ کار میں رہتے ہوئے ۔تورات کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں ہونا چاہیے جس سے یہودی شریعت کی روح متاثر نہ ہو۔

## یہودی تصوف: قبالہ

یہودیوں کے تصوف کو قبالہ کہا جاتا ہے اس سے مراد تورات کا باطنی علم ہے جو یہودیوں کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نسل در نسل زبانی منتقل ہوتا رہا۔ یہودیوں میں اس کی روایت کافی پہلے سے چلی آرہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے پہلے ہی جادو ٹونہ وغیرہ کا رواج تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں کو شکست دینے کا واقعہ بھی اس طرف وضاحت کرتا ہے اس علم کے بڑے بڑے ماہر اس دور میں موجود تھے ۔بعد میں یہ سلسلہ وسعت پذیر ہو گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں اس علم کے بڑے بڑے ماہر اس دور میں موجود تھے ۔آگے چل کر یہ سلسلہ وسعت پذیر ہو گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں اس علم کو فروغ ہوا اور یہودیوں کو دلچسپی اس شعبہ میں





حد سے زیادہ بڑھ گئی قبالہ کے علم کو حضرت سلیمان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور آج بھی ان کے ہاں تعویز گنڈے وغیرہ پر نقش کندہ ہوتا ہے۔

## علم الاعداد اور تعویز

قبالہ کو باقاعدہ طور پر بارہویں صدی میں جنوبی فرانس اور اسپین میں منظم کیا گیا تھا۔اسپین سے یہودیوں کی جلاوطنی کے بعد یہ رجحان ترکی اور فلسطین یہودی آبادی کے ساتھ وہاں منتقل ہوا۔موجودہ قبالہ میں علم الاعداد علم نجوم تعویذ اوراس قسم کے دیگر علوم شامل ہیں۔ان علوم میں سے اہم علم الاعداد کا تھا۔

علم الاعداد یہود نے اپنی عبرانی زبان کے حروف تہجی کے ساتھ کچھ قیمت مقرر کر دی اور ان میں روحانیت کا تصور منسلک کر دیا۔ یہ عبرانی الفاظ میں ہیں جیسے ہمارے یہاں بھی حروف ابجد کے نام سے مشہور ہیں۔ اس طرح یہود کے یہاں پوری تورات کو اس عددی قیمت میں تبدیل کرلیا گیا۔

یوں تو اس مذہب کی نسبت حضرت موسیٰ کی طرف ہوتی ہے لیکن حقیقت میں اس میں اتنی ترمیم وتبدیلی ہوچکی ہے کہ اصل کا سُراغ لگانا ناممکن ہے۔

چونکہ یہ قوم بہت ذہین اور محنت کش ہے اس لئے عالمی سطح سے اپنی چالوں سے عوام کو غلام بنانے میں مہارت رکھتی ہے۔ اسی لئے اس قوم کے متعلق اجتماعی ہدایت کا فیصلہ تو نہیں ہونا ہے البتہ کچھ افراد کی اصلاح ہوسکتی ہے اللہ تعالیٰ اس قوم کو بھی ہدایت نصیب فرمائے اور جو بدنصیب ہوں ان کے فتنے سے انسانیت کو محفوظ فرمائے۔والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ